زندگی خاک نہ تھی

شیریں حیدر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

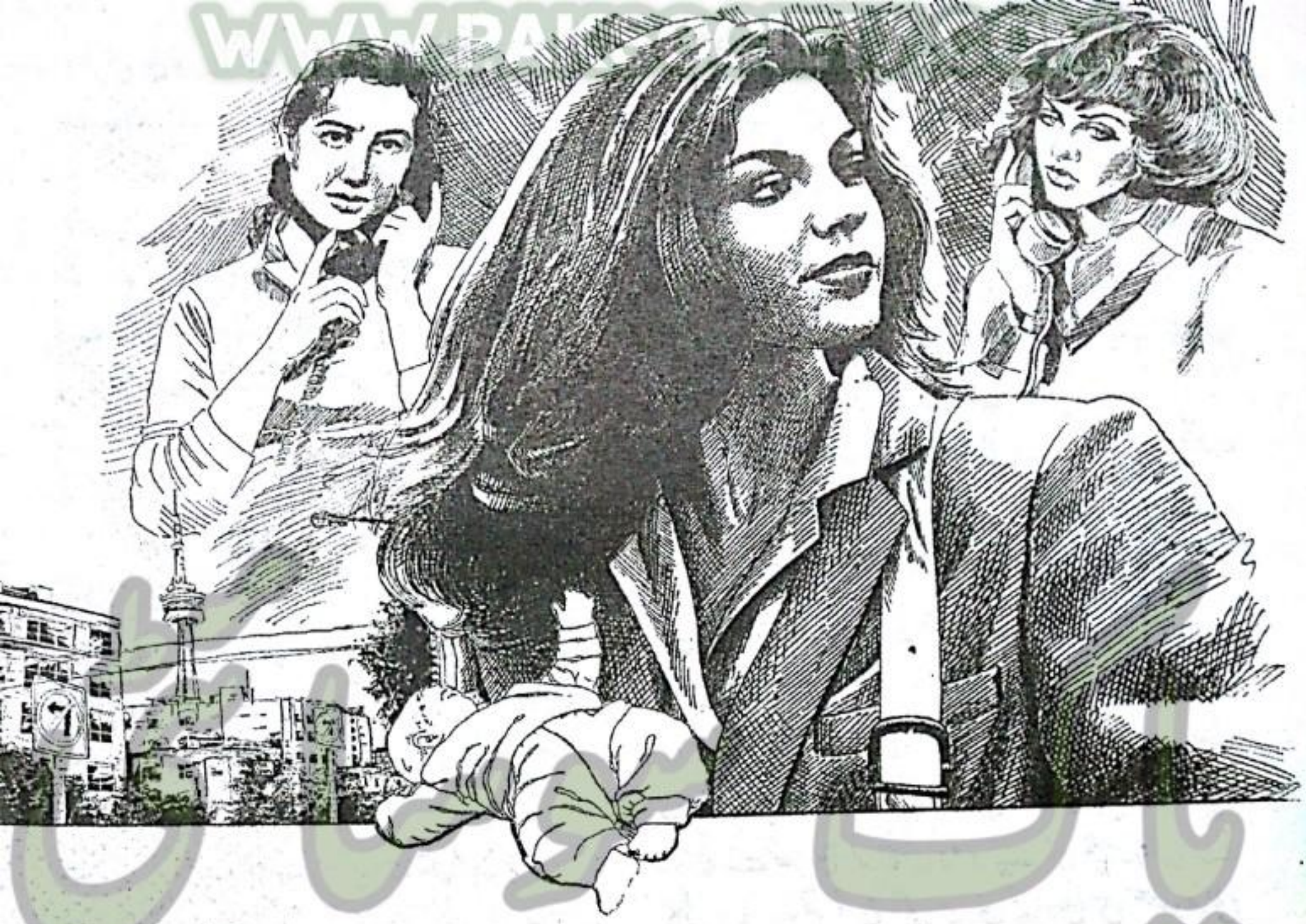

منی ناول

زندگی خاک نہ تھی

شیریں حیدر

فون پر پیغام کی بیپ سنائی دی، میں نے آٹے سے لتھڑے ہاتھوں سے فون کو اٹھایا، مما کا پیغام تھا مگر پورا پیغام سلائڈ کر کے نظر آ سکتا تھا، اوپر سے گھی سے ہاتھ پھسلواں ہو رہے تھے، اتنے قیمتی فون کو خراب کیا کرتی۔ ''ابھی دیکھ لوں گی.....'' سوچ کر میں نے فون کو واپس رکھ دیا۔ مما کے بارے میں سوچنے لگی، مما دور بیٹھی ہر روز کی طرح رات سونے سے پہلے مجھے صبح بخیر کہیں گی۔ پھر پوچھیں گی کہ مصطفیٰ کیا کر رہا ہے، اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے سینے پر تم نے کان رکھ کر اس کے سینے کی خرخراہٹ کو محسوس کیا تھا کہ نہیں...... رات کو اس کے پاؤں اور سینے پر وِکس کی مالش کی تھی کہ نہیں...... عابد بیٹا کیسا ہے؟ تمہاری جاب کیسی جا رہی ہے؟ کتنے بجے نکلو گی؟ اچھی طرح گرم کپڑے پہن کر باہر نکلنا، گاڑی بہت احتیاط سے چلانا وغیرہ وغیرہ...... انہیں یہ علم نہ تھا کہ آج یہاں چھٹی تھی، برف کی وجہ سے سب راستے بند تھے اور کسی کا اپنی جاب پر پہنچنا ممکن ہی نہ تھا، گھر کے باہر درجۂ حرارت منفی تیس سے بھی نیچے تھا مگر گھر اندر سے اس طرح آرام دہ کہ ہم نے سویٹر بھی نہ پہن رکھے تھے...... عابد کے دل کا موسم بھی عاشقانہ ہو گیا اور انہیں پراٹھوں کے ناشتے کی سوجھی تھی۔ میں کافی عرصے سے اس شعبے سے دور رہنے کی وجہ سے اب بھول ہی چکی تھی مگر آج عابد کا اصرار تھا کہ انہیں میرے ہاتھ کے پراٹھے ہی کھانا تھے...... جانے کب میں نے انہیں آخری بار پراٹھے کھلائے ہوں گے۔

ہر روز تو دودھ کا کپ اور ڈبل روٹی، انڈے کا اپنا، اپنا ناشتا ہم دونوں خود ہی بنا لیتے تھے۔ پھر میں مصطفیٰ کو تیار کر کے، اس کی دن بھر کی ضروریات کا بیگ تیار کر کے عابد کے حوالے کرتی تھی جو اسے اپنی اماں کی طرف چھوڑتے ہوئے اپنی جاب پر چلے جاتے اور میں اپنی ملازمت پر...... واپسی پر مجھے مصطفیٰ کو لینا ہوتا تھا۔ دفتر سے نکل کر میں راستے سے ہی کسی بھی گروسری اسٹور سے اگلے دن کے ناشتے کا سامان لیتی یا کچھ اور ایسی چیز جو خلافِ معمول درکار ہوتی تھی، باقی ساری خریداری ہم مہینے کے پہلے ویک اینڈ پہ کرتے تھے۔ ہفتے کے دن ہم مصطفیٰ کو آنٹی (عابد کی اماں) کی طرف چھوڑتے اور خریداری کا سارا سامان لا کر اسے تہ خانے میں الماریوں میں ترتیب سے رکھتے کہ ہمیں ہر روز اسے ڈھونڈنا نہ پڑے، ساری الماریوں پر عابد اور میں نے مل کر لیبل لگا رکھے تھے اور ایک نوعیت کا سامان ایک الماری میں ہوتا تھا، محنت طلب کام تھا مگر معمول میں ہمارا کافی وقت اس طرح بچ جاتا تھا۔ تہ خانے میں چونکہ ہیٹر نہیں ہوتے اس لیے وہاں کا درجۂ حرارت ایسا ہے کہ جیسے فریج ہو، اس لیے ایسی بہت سی چیزیں جو فریج میں رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، وہ بھی ہم وہاں شیلفوں پر رکھ دیتے تو خراب نہ ہوتیں۔ چھٹی کے دوسرے دن ہم دونوں مل کر کھانے کی کچھ تیاری کر لیتے، گوشت گلا لیتے، پیاز براؤن کر کے رکھ لیتے، کچھ سبزیاں کاٹ کر فریج یا فریزر میں رکھ لیتے تاکہ ہر روز کی میری محنت کم سے کم ہو جائے۔ ساتھ، ساتھ واشنگ مشین میں کپڑے دھلتے رہتے اور سوکھنے پر میں اور عابد اپنے اگلے ہفتے بھر کے کپڑے استری کر کے اپنی، اپنی الماریوں میں لٹکا دیتے تھے...... زندگی بظاہر سہل نظر آتی ہے مگر اس کے لیے جو مشقت اور شب و روز کی دوڑ ہوتی ہے وہ تھکا دیتی ہے، کبھی ایسی فرصت نہ ملتی تھی کہ ہم دونوں بیٹھ کر آپس میں کوئی بات تسلی سے کریں، میوزک سنیں، کوئی فلم دیکھیں یا کسی مسئلے کو زیرِ بحث لائیں۔ میں پراٹھوں کا ناشتا بنا کر فارغ ہوئی تو مصطفیٰ جاگ گیا تھا، اسے فیڈر دے کر دوبارہ سلایا، ابھی اس کی نیند پوری نہ ہوئی تھی، واپس آئی تو عابد میز پر ناشتا رکھ کر میرا انتظار کر رہے تھے۔

''ارے آپ کھا لیتے......'' میں شرمندہ ہوئی، کتنے شوق سے عابد نے فرمائش کی تھی اور وہ کتنے صبر سے بیٹھے میرا انتظار کر رہے تھے۔

''لو یہ بھی خوب کہی بھئی...... دو لوگ ہیں جو آج مل بیٹھ کر بہترین دیسی ناشتا کرنے والے ہیں، ان میں سے بھی ہم باری، باری کھاتے اچھے لگتے ہیں کیا......؟'' عابد نے ہنس کر کہا۔ ''اکیلے کیسے کھا لیتا...... کبھی کبھار ہی تو موقع ملتا ہے ہمیں ایک ساتھ یوں سکون سے ناشتا کرنے کا......''

''میں گرم کر کے لاتی ہوں پراٹھے......'' میں نے پلیٹ اٹھائی۔

''میں نے ابھی چائے بناتے ہوئے گرم کر لیے تھے جان!'' عابد نے مجھے پکڑ کر واپس بٹھایا۔

''آپ نے چائے کیوں بنائی؟'' میں نے

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شرمندگی کا اظہار خفا ہو کر کیا۔

''کیا فرق پڑ گیا اس سے.....'' انہوں نے مسکرا کر آملیٹ کاٹ کر آدھا میری پلیٹ میں رکھا۔ ''جب زندگی کی گاڑی کو ہم ہر طرح سے مل کر کھینچ کر چلا رہے ہیں تو میں ان کاموں میں تمہارا ہاتھ کیوں نہیں بٹا سکتا..... اور کتنی بار کہا ہے رانی کہ تم مجھے یوں ٹریٹ نہ کیا کرو..... ہمیں عادت ہے اس طرح کام کرنے کی یار..... میرے بابا بھی تو میری اماں کا ہاتھ بٹاتے ہیں حالانکہ اماں نے عمر بھر ملازمت نہیں کی..... صرف ہم سب کی پرورش کی اور پھر بھی بابا ان کا اتنا خیال کرتے تھے، پردیس میں بھلا کون کسی کا ساتھ دیتا ہے۔ جب کبھی وہ تھک جاتی تھیں تو میں نے خود بابا کو اماں کے کندھے اور ٹانگیں دباتے بھی دیکھا ہے اور کبھی وہ بیمار ہوتی تھیں تو بابا گھر کا سارا کام خود کرتے تھے۔ جوں' جوں ہم بڑے ہوتے گئے ہم نے ان کی مدد کرنا شروع کر دی..... اسی لیے ہمیں کوئی کام مشکل نہیں لگتا.....'' عابد نے وضاحت کی۔

''آپ بہت اچھے ہیں عابد.....'' میں نے دل سے اعتراف کیا۔ وہ میری بہت مدد کرتے تھے حالانکہ ہمارے ہاں تو خاوند کو مجازی خدا ہی سمجھا جاتا ہے..... اسے بھلا کوئی گھر کا کام کرنے دیا جائے، یہ تو عورت کے نہایت نکما ہونے کا ثبوت شمار ہوتا ہے۔ مصطفیٰ کی پیدائش پر اماں میرے پاس چند دن ٹھہریں مگر کام سارا عابد اور بابا مل کر کرتے، کھانا پکانا، مشین سے قالین صاف کرنا، سودا سلف لانا اور سنبھالنا، گھر کے باہر سے برف صاف کرنا..... یہاں تو اپنے گھر کے سامنے سے برف خود صاف کرنا پڑتی ہے ورنہ آپ کے گھر کے باہر کے سامنے سے کوئی برف سے پھسل کر گر پڑے تو اس کی سزا آپ کو مل سکتی ہے جو ہرجانے کی صورت میں بھی ہو سکتی اور کوئی ہلکی پھلکی سزا بھی۔

روزمرہ معمول میں بھی بھاری کام ہمیشہ عابد ہی کرتے، انہوں نے مجھے شروع میں بتا دیا تھا کہ انکل (عابد کے بابا) ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ بھاری کام مردوں کے کرنے کے ہیں، خواہ پردے دھونا ہوں، بھاری کپڑوں کی استری ہو، وزن اٹھانا، گاڑیوں اور قالینوں کی صفائی وغیرہ..... اسی لیے انہوں نے مجھے کبھی ایسے کام نہ کرنے دیے تھے، بدلے میں، میں انہیں ہر طرح کا آرام دینے کی کوشش کرتی کہ یہی میری ماں کی تربیت تھی اور یہی میں نے اپنے گھر میں ہوتے دیکھا تھا۔

ایسا نہیں کہ میرے اپنے بابا کوئی برے آدمی تھے..... انہیں میں نے بہت اچھا شوہر اور باپ پایا تھا، انہوں نے مما کو ہر طرح کا سکھ دیا تھا مگر اس کے لیے انہیں ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت کبھی پیش نہ آئی تھی۔ انہوں نے اپنے کاروبار میں محنت کی تھی اور خود کو اس قابل بنایا تھا کہ ہم لوگوں کو بہترین اور آسائشوں سے بھرپور خوابوں جیسی زندگی دیں۔ پاکستان میں مردوں میں گھر کے کام کرنے کا رواج نہیں چاہے شوہر کو بیوی سے کتنا بھی پیار ہو، مما کو یوں بھی گھر میں ملازمین کی ریل پیل کے باعث کبھی ایسی مدد کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ میں نے کبھی بابا کو مما کے ساتھ کسی بات پر خفا دیکھا نہ مما کو ناراض..... ان کی یاد آتے ہی دل ہمکنے لگا، میں نے ناشتے کے برتن سمیٹے اور سوچا کہ ابھی مما کا پیغام چیک کر کے جواب دیتی ہوں مگر عابد نے آواز دی، مصطفیٰ جاگ گیا تھا اور ان سے سنبھل نہیں رہا تھا، کافی دنوں سے زکام اور کھانسی نے اسے چڑچڑا بنا دیا تھا۔

''اماں سے کوئی دیسی نسخہ پوچھنا تھا رانی.....'' عابد نے میرے ساتھ مل کر اس کو بہلانا شروع کر دیا۔

''آپ اسے پکڑیں، میں اسے غسل دینے کی تیاری کر لوں.....'' میں نے مصطفیٰ کو عابد کے حوالے کیا اور غسل خانے میں جا کر بالٹی میں پانی بھرنے لگی، اماں نے کہا تھا کہ پانی میں نمک ملا کر اسے غسل دو تو اس سے فرق پڑے گا، جانتے ہوئے بھی کہ زکام اپنا وقت لے کر ہی ٹھیک ہوگا، میں ہر وہ ٹوٹا ٹوٹکا آزماتی تھی جو کوئی بھی بتاتا تھا اور بہ آسانی قابلِ عمل بھی ہوتا۔ مصطفیٰ پیدائشی طور پر پھیپھڑوں میں رسولی کے مرض

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

شگفتہ شفیق کے اعزاز میں تقریب پذیرائی

شگفتہ شفیق ایک معروف شاعرہ ہیں۔ تین شعری مجموعوں کی خالق ہیں۔ ان کے تینوں شعری مجموعے بیرونِ ملک بھی کئی ایوارڈز لے چکے ہیں۔ شگفتہ شفیق کے اعزاز میں میٹرووون ادبی فورم اور انڈس ادبی فورم کے اشتراک سے انڈس یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں ایک پُروقار تقریب منعقد کی گئی ہے جس کے مہمانِ خصوصی پروفیسر رئیس علوی.....

ڈائریکٹر KASBIT تھے جبکہ صدارت چانسلر انڈس یونیورسٹی خالد امین نے کی۔ تقریب میں راشد نور، سلطان مسعود شیخ، ریحانہ روحی..... سین سیف نے شگفتہ کی شاعری کے حوالے سے نہ صرف اظہارِ خیال کیا بلکہ اپنی شاعری بھی سنائی۔ اس تقریب کی میزبان شگفتہ یاسمین تھیں یہ ایک شاندار تقریب رہی جس میں انڈس یونیورسٹی کے طلباء و طالبات کی بڑی تعداد موجود تھی۔

سین سیف نے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ شگفتہ شفیق شاعرات میں اپنی ایک الگ جگہ بنا رہی ہیں۔ اس موقع پر انہوں نے اپنی ایک غزل ترنم کے ساتھ پیش کی۔ ریحانہ روحی نے شگفتہ شفیق کو ٹرسوٹ پیش کیا اور کہا کہ شگفتہ شفیق کے ہاں ایک دھیما پن ہے اور میں چاہتی ہوں کہ وہ کبھی کبھی بولڈ بھی لکھیں۔ انہوں نے کہا میرے لیے یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ شگفتہ شاعر زیادہ اچھی ہیں یا انسان پیاری ہیں۔ ریحانہ روحی نے بھی اپنی خوب صورت شاعری سے سامعین کو محظوظ کیا۔ راشد نور صاحب نے کہا کہ شگفتہ شفیق کی شاعری میں تنہائی اور دھیما پن ہے اور... جمالیات کے ساتھ وہ اپنے اظہار میں اپنے معاشرتی اور جیتے جاگتے کرداروں کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ ان کی شاعری میں ایک کیفیت پائی جاتی ہے۔

شگفتہ شفیق نے مائیک پر آ کر اللہ کا شکر ادا کرنے کے بعد بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے میٹرووون ادبی فورم اور انڈس ادبی فورم کا شکریہ ادا کیا انہوں نے کہا کہ میٹرووون کا بزم شاعری شاندار پلیٹ فارم ہے جو کہ اردو ادب کے حوالے سے بیش

میں مبتلا تھا اس لیے اسے دوائیں بھی کم سے کم دی جاتی تھیں، ہر ماہ اسے ایک انجکشن لگتا تھا جس سے اس کی رسولی کے درد کو قابو کرنے اور اس کا سائز بڑھنے سے روکنے میں مدد ملتی تھی۔ لاکھ کوشش ہوتی کہ اسے کھانسی اور زکام نہ ہو مگر یہی مسئلہ اسے سب سے زیادہ ہوتا تھا، کبھی ٹھنڈ لگ جاتی اور کبھی کسی چیز کے کھا لینے سے ایسا ہو جاتا تھا، اپنے گھر میں تو ہم نے کولڈ ڈرنک اور آئس کریم کا داخلہ ہی بند کر رکھا تھا اماں اور بابا بھی بہت احتیاط کرتے مگر وہ پھر بھی بیمار پڑ جاتا تھا۔

نمک کی بوتل اٹھاتے ہوئے مجھے اپنا فون نظر آیا، اسے بھی ساتھ ہی اٹھا لیا، گھنٹا بھر تو ہو ہی گیا ہو گا پیغام آئے اور میں اسے دیکھنا بھول ہی گئی، اب تک تو شاید مما جواب سے مایوس ہو کر سو بھی گئی ہوں گی، کیسے ہم مائیں اپنی اور اپنی اولاد کی مصروفیات میں اپنے ماں باپ کی یاد کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں، مما کا نہ تو دن شروع ہوتا اور نہ ختم ہوتا تھا جب تک کہ وہ مصطفیٰ کی خیریت دریافت نہ کر لیتیں اور مجھے ہر روز وہی نصیحتیں نہ کر لیتیں..... پانی میں نمک ڈالا اور ایک ہاتھ سے مگ کے ساتھ پھینٹ کر اسے ملانے لگی، دوسرے ہاتھ سے میں نے فون کو سلائڈ کر کے مما کا ہی پیغام کھولا۔

''تم جاگ گئی ہو گی بیٹا..... امید ہے کہ تم اور مصطفیٰ بالکل خیریت سے ہو گے..... تمہیں کچھ بتانا تھا رانی..... میں نے تمہارے بابا سے خلع لینے کا فیصلہ کر لیا ہے.....'' میرے منہ سے چیخ نما آواز نکلی، میرا دماغ بھک سے اڑ گیا، فون ہاتھ سے چھوٹ کر سیدھا پانی میں گرا..... پورا وجود تھر تھر کانپنے لگا..... پاؤں کے بل بیٹھی تھی وہیں زمین پر جیسے گر سی گئی۔

''کیا ہوا رانی..... لے آؤں مصطفیٰ کو؟'' عابد کی آواز آئی، میں نے جواب دینے کو منہ کھولا مگر میرے منہ سے الفاظ ہی نہ نکلے۔ ''یار اب تو میں نے اس کے کپڑے بھی اتار دیے ہیں۔'' کہتے ہوئے عابد اسے لیے ہوئے غسل خانے میں چلے آئے، میں وہاں ہونقوں کی طرح زمین پر بیٹھی تھی۔

''تمہیں کیا ہوا ہے رانی؟'' میں نے پھر کچھ بولنا چاہا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہا خدمات انجام دے رہا ہے۔ شگفتہ شفیق نے تسلیم کیا کہ محبت اور حوصلہ افزائی بہت زور آور ہوتے ہیں یہ جہاں اور جس کو مل جائیں تو اس کو آگے جانے سے کوئی نہیں روک سکتا اور مجھے زندگی کے سفر میں محبت اور ستائش دل کھول کے ملے ہیں جس سے ہم کو نکھرنے کا موقع ملا۔ شگفتہ شفیق نے اپنی خوب صورت شاعری سنا کر خوب داد سمیٹی۔

اس موقع پر پروفیسر رئیس علوی نے کہا کہ شگفتہ شفیق کا کلام ان کی نظمیں ان کی غزلیں بہت سادہ اور بہت نرم ہیں۔ یہ سادگی اور نرمی بڑے کمال کی ہے جو کہ عام طور پر نہیں ہوتی ہے۔ شگفتہ شفیق کی نظموں اور غزلوں میں پاکستانی مشرقی معاشرے کا پہلو صاف نظر آتا ہے۔ پروفیسر رئیس علوی نے کہا کہ ہم شگفتہ کو بہت مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ وہ جس طرح لکھ رہی ہیں اللہ انہیں توفیق دے کہ وہ اسی طرح نرمی اور سادگی سے لکھتی رہیں تاکہ تمام لوگ یہ محسوس کریں کہ شاعری میں کوئی نرم آوازیں بھی ہیں جو کہ دل میں اتر جاتی ہیں۔

مہمان خصوصی جناب رئیس علوی نے شگفتہ شفیق کو شیلڈ پیش کی اور سبین سیف نے گولڈ میڈل پہنایا۔ تقریب میں اگلی صفوں پر حیدر حسنین جلیسی، صبیحہ صبا، صغیر احمد جعفری، عظیم حیدر سید، فہمیدہ مقبول، ناصر رضا صاحب موجود تھے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ تقریب کے محرک اور بزم شاعری کے ڈائریکٹر قیصر وجدی نے ایسی تقاریب کو اپنے طرز پر سنوارنے کی جو کوشش کی ہے اس میں ایک ورائٹی پیدا ہوگئی ہے۔ شگفتہ شفیق مبارک باد کی مستحق ہیں ان کے لیے ایک پُروقار تقریب سجائی گئی۔

''تم ٹھیک تو ہو جان؟'' انہوں نے میرے پاس بیٹھ کر میرا ہاتھ تھاما، یقیناً ہاتھ یخ ہوگا۔

''تم اٹھو جلدی سے شال اوڑھو، تم بالکل ٹھنڈی ہو رہی ہو، میں اسے نہلا لیتا ہوں۔'' مصطفیٰ میرے پاس آنے کے لیے ہمکنے لگا، میں نے اسے عابد سے لیا اور اپنے ساتھ لگا لیا، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں..... کیا کہوں..... آواز تو نکل ہی نہ رہی تھی۔

''ارے یہ تمہارا فون بالٹی میں گرا ہوا ہے.....''

میں آنسوؤں سے رونے لگی، جی چاہا کہ ان کے ہاتھ سے فون چھین لوں مگر میرا پورا وجود بے طاقت ہو رہا تھا۔

''اس میں رونے کی کیا بات ہے پگلی.....''

انہوں نے فون ہاتھ میں پکڑ کر سامنے کیا تو میرا جسم ہچکیوں کی زد میں آ گیا، اب وہ مما کا پیغام پڑھ لیں گے..... میں نے اس لمحے سے فرار کے لیے آنکھیں سختی سے بند کر لیں۔

''ارے واہ! یہ تو بڑا اچھا صاف ہو گیا ہے، بالکل صاف، دیکھو اس پر کچھ بھی نہیں ہے.....'' میں نے آنکھیں کھولیں، عابد نے اس کا اسکرین کا رخ میری طرف کر رکھا تھا، میں نے گہری سانس لی، کوئی اور صورتِ حال ہوتی تو میں اپنے فون کا یہ حشر دیکھ کر رو پڑتی مگر اس وقت میں نے دل ہی دل میں اس کے ''دھل'' جانے پر شکر ادا کیا اور میرے آنسو اور بھی تواتر سے بہنے لگے۔ ''یار تم تو بالکل پاگل ہو گئی ہو..... اتنے سے نقصان سے پریشان ہو گئی ہو، اماں کہتی ہیں کہ چھوٹا نقصان بڑے نقصان سے بچاتا ہے.....''

''کہتی تو مما بھی یہی ہیں عابد!'' میں نے دل میں سوچا۔ ''یہ چھوٹا نقصان نہیں ہے عابد.....'' بات نکلی بھی منہ سے تو کیا نکلی۔ اس وقت تو مما سو گئی ہوں گی اور پھر میں ان سے رابطہ کروں بھی کیسے؟ میں سوچ کر رہ گئی، ان سے کیا بات کروں گی، کم از کم آج عابد کے سامنے تو بالکل کال نہیں کر سکتی.....

☆☆☆

میرا نام رانیہ ہے، پیار سے مجھے پہلی بار میرے پپا نے رانی کہا تو یہی میرا نام مشہور ہوا، یہی نام

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسکول، کالج، یونیورسٹی اور پھر سسرال میں بھی پکارا گیا۔۔۔ میں اپنے پاپا اور مما کی دوسری اور لاڈلی اولاد، ان کی آنکھوں کا تارا..... مجھے لگتا تھا کہ مما اور پاپا مجھے سب بہنوں میں زیادہ پیار کرتے تھے۔ اللہ نے ہمیں کوئی بھائی نہیں دیا مگر ہم چاروں بہنوں کو یہ محسوس ہوتا کہ ہم میں سے وہی سب سے زیادہ لاڈلی ہے۔ ہم بہنوں کا آپس میں بے حد پیار تھا، زندگی آسائشوں سے بھرپور اور دن رات خوشیوں کے ہنڈولے میں بسر ہوتے تھے۔ مما کسی وقت کسی بات پر ذرا سی بھی سختی کرتیں تو پاپا ہماری ڈھال بن جاتے، مما سے جھوٹ موٹ کا جھگڑا ہو جاتا۔

میں بی اے کر کے فارغ ہوئی تھی اور دن سو کر، رات کمپیوٹر پر ڈرامے اور فلمیں دیکھ کر گزرتے۔ یونیورسٹی میں نفسیات میں ایم اے کرنے کو داخلہ لیا اور معمول کی کلاسز شروع ہو گئیں۔ میں نے اسکول اور کالج کی طرح یونیورسٹی میں بھی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنا شروع کر دیے اور اساتذہ کی پسندیدہ طالبہ بن گئی۔ پہلا سال پنکھ لگا کر اڑ گیا، انہی دنوں مما کی بچپن کی ایک سہیلی سعدیہ کینیڈا سے پاکستان آئیں تو انہوں نے اپنے اسکول اور کالج کے وقت کی سہیلیوں کو ملاقات کے لیے اکٹھا کیا، وہیں وہ مما سے بہت عرصے کے بعد ملیں، مما نہ صرف ان کی اسکول اور کالج کی دوست تھیں بلکہ وہ دونوں ایک ہی علاقے میں رہتی تھیں اس لیے اسکول اور کالج جانا آنا بھی اکٹھے ہوتا تھا، سو ان دونوں کی دانت کاٹے کی دوستی تھی.....

مما نے انہیں اپنے گھر آنے کی دعوت بھی دی، جہاں ہماری ان سے پہلی ملاقات ہوئی اور آنٹی ہم سب کو بہت اچھی لگیں، آنٹی نے بھی مجھے اپنے ساتھ لپٹا کر بہت پیار کیا اور کہا کہ مجھ میں انہیں مما کی جوانی کی جھلک نظر آئی اور مجھے دیکھ کر انہیں ایسا لگا جیسے وہ ماضی کے اس دور میں پہنچ گئی ہوں جو کالج کا زمانہ تھا اور بے فکری کا دور۔

''مجھے دے دو یہ بیٹی حنا.....'' انہوں نے مما سے کہا۔ ''میری کوئی بیٹی نہیں ہے اور مجھے ایسی ہی بیٹی کی خواہش ہے.....'' مذاق میں کی گئی بات جیسے دو سہیلیوں کے درمیان ایک اور تعلق کی سند بن گئی..... اسی بات کو اس نئے رشتے کی بنیاد سمجھ لیا گیا، آنٹی نے اپنے قیام کے دوران ہی اپنے بیٹے کو بلوا لیا اور یوں سب کی عابد سے پہلی ملاقات ہوئی، آنٹی اور انکل تو پہلے ہی پاکستان میں تھے، عابد نے پسندیدگی کی مہر لگائی تو میری رائے پوچھی گئی، دونوں فریقین کی باہمی رضا مندی سے رشتہ طے پا گیا اور ایک سادہ سی تقریب میں ہم دونوں کو نکاح کے بندھن میں باندھ دیا گیا۔

نکاح کے بولوں میں کیسا جادو ہوتا ہے، اس کا علم مجھے نکاح کے بعد..... فقط چند ملاقاتوں اور پھر عابد کے واپس کینیڈا چلے جانے پر ہوا۔ چند دن ہی تو ہم مل پائے تھے اور وہ بھی گھر والوں کی موجودگی میں..... جاتے سمے عابد نے رابطہ رکھنے کا کہا اور میں ائرپورٹ پر اپنی دھندلی آنکھوں سے اس شخص کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی جس سے چند دن کی ملاقات نے مجھے اس سے کسی انوکھے محبت کے بندھن میں باندھ دیا تھا۔

یوں تو وقت تیزی سے گزرتا ہے مگر تب نہیں جب کسی سے جدائی ہو جائے یا کسی کا انتظار ہو..... سال بھر کا عرصہ کیسے گزرا یہ ہم دونوں ہی جانتے تھے۔ ٹیلی فون اور ای میل کے ذریعے رابطے سے ہم نے ایک دوسرے کے بارے میں اتنا کچھ جان لیا تھا جیسے ہم بچپن سے ساتھ ہی پلے بڑھے ہوں مگر جب والدین کے گھر سے رخصتی کا وقت آیا تو دل بھر آنے لگا، کتنے پیارے، پیارے رشتوں سے دور چلے جانا تھا مجھے..... اپنے اتنے پیارے والدین اور اپنی پیاری، پیاری بہنوں اور سکھیوں سہیلیوں کو چھوڑ کر.....

عابد اپنے خاندان کے نزدیکی لوگوں کے ساتھ رخصتی کے لیے آئے تھے، ان کے والدین، بھائیوں، بھابیوں اور قریبی دوستوں کی مختصر بارات تھی مگر پاپا کی طرف سے تو گویا پورا شہر اس تقریب میں امڈ آیا تھا..... میری اور عابد کی جوڑی کو سب نے سراہا تھا، شہزادوں کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

سی آن بان لیے ہوئے، سادہ مزاج سے عابد، دولہا بن کر ان پر کتنا روپ آیا تھا اور کم تو میں بھی نہ تھی۔ شادی کے بعد کا ایک مہینہ دعوتوں کی نذر ہو گیا اور وہ دن آ گیا جب اگلے روز ہمیں کینیڈا جانا تھا۔ گھر والوں سے جدائی کا خیال مار رہا تھا مگر مما اور پاپا نے بہت ہمت کے ساتھ مجھے نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر رخصت کیا، میں جہاز میں بیٹھ کر یوں محسوس کر رہی تھی جیسے میرا آدھا وجود میرے ساتھ تھا اور آدھا میں پیچھے چھوڑ آئی۔

کینیڈا میں شروع کا کچھ عرصہ دل لگانے میں دقت ہوئی مگر عابد کا بڑا خاندان تھا اور پھر مصطفیٰ کی آمد کی خبر نے مجھے مصروف کر دیا۔ پاکستان سے ہر روز کا رابطہ تھا، ٹیلی فون اور لیپ ٹاپ پر دن بھر بھی ہوتا رہتا تھا، میں نے شروع میں مصروف رہنے کے لیے ملازمت ڈھونڈنا شروع کی، میری نفسیات میں ایم اے کی ڈگری کے مطابق تو مجھے وہاں کوئی ملازمت نہ ملی تو ایک کمپنی میں استقبالیہ پر ملازمت کو قبول کر لیا مگر چند ماہ کے بعد ہی یہ ملازمت چھوڑ دی کیونکہ طبیعت بوجھل سی رہنا شروع ہو گئی تھی اور پھر انتہا کی سردی کہ ہڈیوں میں گودا بھی جمنے لگتا تھا۔ اس وقت میں اور عابد ان کے والدین کے ساتھ ہی رہتے تھے اس لیے مجھ پر کام کا بوجھ بھی نہ تھا، آنٹی اور انکل انتہائی شفیق اور خیال رکھنے والے تھے۔

مصطفیٰ کی پیدائش سے دو ماہ قبل ہمیں علم ہوا کہ مصطفیٰ پھیپھڑوں میں پیدائشی نقص کے ساتھ پیدا ہوگا اور اس کی پرورش میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہوگی... تاوقتیکہ وہ اس عمر کو پہنچ جائے کہ اس کے پھیپھڑوں سے آپریشن کے ذریعے رسولی نکال دی جائے۔ اس خبر نے میری راتوں کی نیندیں اڑا دیں، ماں بننے کی خوشی پر یہ دکھ حاوی ہو گیا کہ جانے دنیا میں آنے والا بچہ کیسا ہوگا؟ آنٹی ایسے میں بہت تسلیاں اور دلاسے دیتیں ...... انہوں نے مما کو بھی بلانے کا کہا تو عابد نے انہیں کاغذات بھجوا دیے جو ان کے ویزے کے لیے معاون ثابت ہوتے۔ آنٹی کے ہونے سے بھی مجھے بہت تسلی تھی مگر مما کے آنے کا سن کر تو جیسے میں پھر سے جی اٹھی تھی۔ مگر مما کے پہنچنے سے پہلے ہی مجھے ایمرجنسی میں اسپتال لے جانا پڑا اور وقت سے پہلے مصطفیٰ کی پیدائش ہو گئی، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر تھا کہ وہ ٹھیک سے سانس لے رہا تھا مگر اسے دو ہفتے تک انکیوبیٹر میں رکھنا پڑا اور اسپتال سے فارغ کرنے سے پہلے ڈاکٹروں نے میری اور عابد کی مکمل ٹریننگ کی تھی کہ ہمیں اس کے سلسلے میں کیا احتیاطیں روا رکھنا تھیں۔

مصطفیٰ چھ ماہ کا تھا تو اس کا آپریشن کر دیا گیا، الحمدللہ آپریشن کامیاب ہو گیا تھا اور اب اس کی حالت خطرے سے باہر تھی مگر اس کا بہت خیال رکھنا پڑتا تھا۔ اس سارے وقت میں سعدیہ آنٹی نے میرا اس طرح ساتھ دیا کہ مجھے مما کی کمی محسوس نہ ہوئی۔ وہ میرے ساتھ راتوں کو بھی جاگتی تھیں، گھر بھی پورا سنبھالتی تھیں اور میرے آرام کی خاطر ساری ذمے داریاں خود نبھاتیں۔ مصطفیٰ سال کا ہوا، میں دوبارہ ملازمت شروع کرنے کے قابل ہو گئی تھی اور یوں بھی مجھے اپنی قابلیت کی بنیاد پر پیشکش ہوئی تو میں نے دوبارہ ملازمت شروع کر دی، اب زندگی کا ایک نیا معمول شروع ہو گیا تھا۔ ہمیں علیحدہ گھر لے دیا گیا تھا، اس کی ابتدائی ادائیگی تو انکل (عابد کے بابا) نے کر دی تھی مگر آسان ماہانہ اقساط اگلے تیس برس تک ہمیں دینا تھیں، اسی لیے میرا ملازمت کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ چاہتی تو پاپا سے رقم منگوا سکتی تھی مگر عابد کی عزتِ نفس نے اسے گوارا نہ کیا تھا۔

مما، مصطفیٰ کی قبل از وقت پیدائش کے موقع پر نہ آ سکیں تو پھر وہ منصوبے ہی بناتی رہ گئیں اور آ نہ سکیں کیونکہ اچانک ہی صدف اور احمد کی شادی کا منصوبہ بن گیا...... دونوں ایک ہی کالج میں پڑھ رہے تھے اور ابھی کچھ سال تک ان کی شادی کا کوئی ارادہ نہ تھا مگر جب صدف کا لندن میں یونیورسٹی میں داخلہ ہو گیا تو مما اور پاپا نے سوچا کہ اس کا نکاح کر کے انہیں اکٹھے بھجوا دیا جائے۔ ان کی شادی انتہائی سادگی سے اور

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میری اور عابد کی غیر موجودگی میں ہوئی، مجھے اس دن سب کچھ کھوکھلا، کھوکھلا سا لگ رہا تھا..... زندگی کیسے، کیسے امتحان لیتی ہے۔ مصطفیٰ چند دن کا تھا اور قبل از وقت پیدائش کی وجہ سے کمزور بھی، میں چاہتی بھی تو جا نہ پاتی اس لیے خود کو سمجھا لیا، اپنی مجبوریوں کی خاطر انسان کو بہت سے سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں۔ صدف سے بات کرتے، کرتے میں رو دی تھی تو مما نے فون لے لیا تھا اور مجھے یہی کہہ کر تسلی دی تھی کہ اب عابد اور مصطفیٰ میری دنیا تھے، مجھے ان کی خاطر بہت سی قربانیاں دینا ہوں گی..... اور جو مجبوری نہ ہوتی تو بھلا وہ میرے بغیر کہاں صدف کو بیاہ کر رخصت کرتے۔

میں مما کی بہت سمجھ دار بیٹی تھی میں ان کی مجبوری کو سمجھ گئی تھی، صدف کو پردیس بھجوانے میں انہیں کئی اندیشے ہوں گے، اب اس کی احمد کے ساتھ شادی سے ان کی ساری فکریں ختم ہوگئی تھیں۔

☆☆☆

ٹیوب زمین کی کتنی ہی تہوں کے نیچے، ہوا کی رفتار سے چل رہی تھی۔ ہر اسٹیشن پر وہ رکتی اور چند مسافر اس سے اتر جاتے، ان کے اترنے کے بعد چند مسافر اور سوار ہو جاتے، سیٹ مل جاتی تو بیٹھ جاتے ورنہ کھڑے رہتے اور سہارے کے لیے چھت سے بندھے ہکوں، نزدیکی نشست کی پشت یا فرش میں گڑے پایوں کا سہارا لے لیتے۔ میں اس ٹرین کے سب سے پہلے اسٹیشن سے سوار ہوتی تھی اس لیے مجھے ہمیشہ نشست مل جاتی تھی اور عموماً وہی میری اپنی مخصوص نشست۔ کبھی کبھار کوئی بزرگ، کوئی عمر رسیدہ عورت یا بچوں کے ساتھ کوئی عورت ہوتی تو میں اٹھ کر انہیں اپنی نشست پیش کر دیتی، انتہائی تشکر کے ساتھ وہ میری پیشکش قبول کر لیتے..... ایسا صرف ہمارے ہاں ہی نہیں سکھایا جاتا بلکہ میں نے ان کے اپنے نوجوانوں کو بھی ایسا کرتے دیکھا ہے۔

ہمارے ملک میں تو بلکہ اب بچوں میں ایسی تربیت کا فقدان ہوتا جا رہا ہے..... اپنے ملک میں بیٹھ کر ہم ان گوروں کو جتنا برا سمجھتے ہیں اتنے برے وہ ہیں نہیں۔ میں نے انہیں بہت سے معاملات میں خود سے بہت اچھا پایا ہے، مسکرا کر ملتے ہیں۔ چھوٹی، چھوٹی حمایت پر شکریہ ادا کرتے ہیں، آپ کو دیکھتے ہیں پوچھتے ہیں کہ وہ آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ میں سوچتی کہ ہمارے لوگوں میں کس قدر تکبر ہے، خود کو ہم اتنا بڑا سمجھتے ہیں، کسی کی خود سے مدد کے لیے تیار رہنا تو کجا ہم تو کسی کے مانگنے پر بھی اس کی مدد نہیں کرتے اور اب تو ملک کے حالات ایسے ہیں کہ ہم کسی کو مصیبت میں پھنسا ہوا دیکھ کر بھی منہ موڑ لیتے ہیں۔

اس روز بھی میں کھڑی ہو کر آئی تھی، ہر طرف مرد کھڑے تھے اور ایک طرف سمٹ کر میں کھڑی تھی کیونکہ ایک انتہائی بوڑھی خاتون، اپنے ایک ننھے سے پلے کو اٹھائے ہوئے سوار ہوئی، بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ تھی اس لیے وہ میری نشست سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی..... اس کا وہ بیمار ننھا سا پلا منہ سے جانے کیا ٹپکا رہا تھا، میں سمٹ، سمٹ کر اس کی زد میں آنے سے بچ رہی تھی، تب لاکھ تھکاوٹ کے باوجود بھی حل یہی سوچا کہ کھڑی ہو کر انہیں وہ سیٹ پیش کر دوں، شکریہ کہہ کر فوراً وہ اپنے پلے سمیت بیٹھ گئیں..... ہر جھٹکے کے ساتھ دائیں، بائیں لڑھکتے اور کبھی کسی اور کبھی کسی سے ٹکراتے ہوئے بھی اپنے ملک کے بارے میں ہی سوچے جا رہی تھی، اگر میں یوں اس طرح ٹرین میں مردوں کے درمیان کھڑی جھٹکے کھا، کھا کر گر رہی ہوتی تو کئی اس ''سنہری'' موقع سے فائدہ اٹھاتے، یہاں میں جس سے بھی ٹکراتی الٹا وہ معذرت کر کے ہٹ جاتا۔

میں ٹیوب سے اتری اور جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر پیدل ہی چل پڑی، ارادہ یہی تھا کہ راستے میں فش اور چپس کی دکان سے رات کے کھانے کے لیے کچھ لے لوں گی، اس وقت تھکاوٹ سے حال ایسا تھا کہ گھر جا کر انڈا بنانے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا، کانوں میں، میں نے MP3 کے ہیڈ فون لگا رکھے تھے جن سے میں گانے سنتی ہوئی جھومتی ہوئی چل رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ انگلینڈ جیسے ملک میں بھی میرے پاس موبائل فون نہ تھا..... وجہ یہ کہ یونیورسٹی کی فیسوں کی ادائیگی اور اپنا گھر چلانے کے بعد میں اور احمد دو موبائل ٹیلی فونز کے بل ادا نہیں کر سکتے تھے..... پاپا میری فیسیں اور ہمارے دیگر اخراجات کے لیے ہمیں رقم بھجواتے تھے، کچھ احمد کام کرتا تھا، اس لیے ہم غیر ضروری اخراجات سے اجتناب کرتے تھے، اپارٹمنٹ میں فون تھا جس پر میری گھر پر بات ہو جاتی تھی..... مجھے اب اس کی عادت بھی ہو گئی تھی اور یوں بھی میں موبائل ٹیلی فون کی دیکھ بھال کے معاملے میں خاصی بے پروا ہوں سو احمد کا بھی خیال تھا کہ مجھے موبائل فون کی ضرورت نہیں ہے۔

اپنے کمرے میں پہنچتے ہی میں لیپ ٹاپ پر اسکائپ آن کرتی اور مما کو اپنے دن بھر کی روداد سناتی، ان کی خیریت دریافت کرتی اور پھر اپنا یونیورسٹی کا کام ختم کر کے سو جاتی۔ ویک اینڈ پر ہم دونوں کام کرتے تھے..... ہمیں ویزا میرے یونیورسٹی میں داخلے کی بنیاد پر ملا تھا اس لیے میرا یونیورسٹی جانا نہ صرف میرا شوق تھا بلکہ ضرورت بھی تھی ورنہ ویزا کینسل ہو جاتا۔ معمولات ایسے تھے کہ سر کھجانے کی بھی فرصت نہ ملتی، کئی بار مما نے کہا تھا کہ ان کی ایک کزن میری یونیورسٹی سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر رہتی ہیں مگر کبھی وقت ہی نہ نکال پائے کہ ان سے بھی ملتے..... (یہ بھی لندن میں آ کر معلوم ہوا کہ فاصلے میلوں میں نہیں بلکہ گھنٹوں اور منٹوں میں بھی ناپے جا سکتے ہیں) کھانا لے کر میں پیدل ہی اپنے اپارٹمنٹ کی طرف روانہ ہوئی۔

کافی میکر آن کیا کہ کافی بنا کر ایک ہی دفعہ بیٹھوں گی، الماری کھول کر اس میں اپنا کوٹ لٹکایا، احمد کے آنے میں کچھ دیر تھی تو میں نے فش اور چپس کا پیکٹ مائیکرو ویو اوون کے اندر رکھ دیا۔ گرمیوں میں، میں اور احمد ٹرین کے اسٹیشن سے اکٹھے ہی سفر کرتے اور باتیں کرتے ہوئے واپس آتے تھے، ہم دونوں کی ٹرینیں اگرچہ دو مختلف سمتوں سے آتیں مگر پہلے پہنچنے والا دوسرے کا انتظار کرتا اور پھر ہم گھر تک کا راستہ ایک دوسرے کو دن بھر کی روداد سناتے ہوئے طے کرتے تھے۔ سردیوں میں اسٹیشن پر کھڑے ہو کر انتظار کرنا مشکل ہو جاتا تو میں گھر کی طرف نکل پڑتی تاکہ پہلے پہنچ کر کچھ بنا لوں۔

میرا داخلہ لندن کے لیے ہوا تو صرف اس شرط کے ساتھ اجازت ملی کہ میں کم از کم منگنی یا نکاح کروا کر جاؤں..... جس قسم کا اندیشہ پہلے پہل والدین کو لڑکوں کی طرف سے ہوتا تھا اب شاید لڑکیوں کی طرف سے بھی ہو گیا ہے اسی لیے ایسی شرط رکھی گئی تھی..... ایک سادہ سی تقریب میں میرا نکاح احمد سے ہو گیا۔ یونیورسٹی میں میرا کورس تین سال کا تھا اس لیے حکم ہوا کہ میں احمد کے لیے شوہر کے طور پر ویزا کی درخواست دے دوں، حکمِ حاکم، مرگِ مفاجات..... میں نے درخواست جمع کروا دی، یوں بھی اس سارے طریقہ کار میں سالوں کا عرصہ لگ جاتا ہے مگر بھلا ہو قسمت کا کہ میری روانگی سے قبل ہی احمد کا ویزا آ گیا اور ایک اور تقریب میں جو انتہائی ایمرجنسی میں منعقد کی گئی میں رخصت ہو کر احمد کے گھر اور اس کے تین دن کے بعد احمد میرے ساتھ رخصت ہو کر لندن آ گیا۔

نئی جگہ..... نئے لوگ اور نئی زندگی کا آغاز..... میں تو سٹپٹا کر ہی رہ گئی، اللہ کا شکر ہے کہ احمد کا ساتھ تھا اور کئی مسائل کس طرح حل ہوئے مجھے علم تک نہ ہوا۔ احمد اور میں کالج میں اکٹھے پڑھتے تھے، اس نے ابھی اپنی تعلیم مکمل کی تھی اور اپنے پاپا کی کمپنی میں نئی، نئی ملازمت شروع کی تھی، اس کا وہاں نوکری کا تجربہ کافی نہ تھا اس لیے اسے بھی لندن میں کسی اچھی ملازمت کی امید نہ تھی مگر کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا کہ آخر زندگی کی گاڑی بھی چلانا تھی۔ اسے ایک بڑے سپر اسٹور میں اکاؤنٹ کے شعبے میں ملازمت مل گئی اور وہیں میرے لیے ویک اینڈ پر بھی کوئی نہ کوئی کام مل جاتا تھا جس کی ادائیگی ظاہر ہے کہ گھنٹوں کے حساب سے ہوتی تھی، ویک اینڈ پر ہم دونوں اپنے ہفتے بھر کے رکے ہوئے کام ختم

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرتے اور دوپہر کو گھر سے نکل کر ایک دن کا پاس خریدتے جو بس، ٹیوب اور ٹرین..... سب پر استعمال ہو جاتا تھا، ہم کہیں نہ کہیں گھومنے پھرنے نکل جاتے تھے جو روز کے معمول میں ممکن نہ ہوتا تھا۔

ابھی ہمیں اپنی زندگی بنانا تھی، اس سے قبل ہی ہمیں ایک دوسرے کا ساتھی بنا کر ذمے داریوں میں الجھا دیا گیا تھا، کبھی کبھی تو گھٹن ہونا شروع ہو جاتی تھی مگر احمد کا پیار اسا ساتھ ایک نعمت محسوس ہوتا، ابھی ہم فیملی بھی شروع نہیں کر سکتے تھے کہ اس سے قبل کے کئی مرحلے تھے جو طے کرنا تھے، احمد بھی اپنا تعلیمی معیار بہتر کرنا چاہتے تھے مگر حالات اس بات کی اجازت نہ دیتے سو وہ ملازمت کر رہے تھے اور میں پڑھ رہی تھی۔ ہم دونوں کے والدین ابھی تک ہماری حتی الامکان مالی مدد کر رہے تھے مگر ایسا کب تک چلتا اور یوں بھی کسی مرد کی انا کب ایسا گوارا کرتی ہے۔ رات کے کھانے کے لیے برتن ٹرے میں لگا کر میں نے کمپیوٹر آن کیا اور اسکائپ پر مما سے رابطہ کیا۔ ''کیا ہو رہا ہے، موسم کیسا ہے.....'' جیسے معمول کے سوالات کر کے ہر روز کی طرح مما نے احمد کے متعلق پوچھا۔

''احمد بھی بالکل ٹھیک ہیں مما.....'' میں نے حسبِ معمول ان سے کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ احمد بیٹے کا تمہارے ساتھ رویہ کیسا ہے، اس کا مزاج کیسا ہے؟'' مما کا سوال مجھے عجیب سا لگا، ایسا تو انہوں نے پچھلے چند ماہ میں کبھی نہیں پوچھا تھا۔

''احمد بہت اچھے ہیں مما..... مگر آپ اس طرح کیوں پوچھ رہی ہیں؟'' میں نے انہیں تسلی دی۔

''اگر کسی قسم کے حالات خراب ہو جائیں تو وہ تمہارا ساتھ تو نہیں چھوڑے گا ناں؟'' مما کا اگلا سوال اور بھی حیران کُن تھا۔

''کس قسم کے حالات مما..... کیا ہو گیا ہے، سب خیریت تو ہے ناں؟'' میں نے تین سوال داغے۔

''اس بات کو چھوڑو کہ کس طرح کے حالات..... تم مجھے بتاؤ کہ تم دونوں کے درمیان رشتہ کیسا ہے، میرا مطلب ہے کہ یہ رشتہ ایسا کمزور تو نہیں کہ کسی بات پر خطرے میں پڑ جائے؟'' ان کے لہجے میں ماؤں کی سی مخصوص تشویش تھی مگر میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

''آپ تو مجھے پریشان کیے دے رہی ہیں مما..... سچ بات تو یہ ہے کہ ابھی ہمیں عرصہ ہی کتنا ہوا ہے ایک ساتھ..... کیا کچھ غلط ہونے والا ہے مما..... کیا احمد کے گھر والوں نے کچھ کہا ہے؟ پلیز بتائیں مجھے، کن حالات کی بات کر رہی ہیں آپ؟'' میں گھبرا گئی۔

''اگر میں.....'' مما کہتے کہتے رکیں۔ ''میرا مطلب ہے کہ میں نے تمہارے بابا سے خلع لینے کا فیصلہ کر لیا ہے.....'' کئی آسمان میرے سر پر آ گرے۔

''مما.....'' میرے منہ سے بہ مشکل نکلا، باہر سے دروازے کے لاک میں چابی گھومنے کی آواز سنائی دی۔

''صدف..... کہاں ہو ڈیئر؟'' میں نے احمد کی آواز سنی، مما نے بھی سنی ہو گی۔ احمد کمرے میں داخل ہوئے اور مما کو سلام کیا، میں گم صم تھی، مما نے احمد کی خیریت پوچھی اور میں نے جلدی سے کھانا گرم کرنے کا بہانہ کر کے اسکائپ بند کر دیا۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی جانے میں کہاں گم تھی..... احمد نوٹ کیے بنا نہ رہ سکے مگر میں نے تھکاوٹ کا بہانہ کر دیا، بستر پر لیٹی تو نیند آنکھوں سے کہیں دور تھی، مما نے ایسا کیوں کہا تھا؟ اتنا بڑا سوالیہ نشان تھا کہ جس کا جواب مجھے سوائے مما کے اور کوئی نہیں دے سکتا تھا۔

مما سے بات کرنے کے لیے مجھے چوبیس گھنٹے اور انتظار کرنا تھا، ممکن ہے کہ مما نے مذاق کیا ہو، میں نے خود کو تسلی دی مما اور بابا میں تو اتنا پیار ہے..... وہ تو خاندان کی سب سے اچھی جوڑی کہلاتے ہیں اور ان کے پیار کی سب مثالیں دیتے ہیں۔ یقیناً مما نے مذاق کیا ہو گا، میں نے پورے یقین سے سوچا اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔ کسی سے اس بارے میں بات بھی نہیں کر سکتی تھی، احمد سے میری جان پہچان سالوں پرانی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سہی مگر ہمارے درمیان میاں بیوی کا ناتا ابھی بالکل نیا تھا۔ 'اوہ.....' میرے ذہن میں آیا کہ میں کس سے بات کر سکتی ہوں مگر ظاہر ہے کہ اس وقت نہیں، سوچتے، سوچتے جانے کب میں نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

☆☆☆

''فاطش.....'' میں کتاب پڑھتے، پڑھتے سو گئی تھی، چونک کر جاگی۔ عموماً مما اس وقت سو جاتی تھیں۔ مگر اس وقت وہ جاگ رہی تھیں''۔ کہیں طبیعت خراب نہ ہو'' میں نے سوچا اور کتاب سائڈ ٹیبل پر رکھ کر اٹھی، دروازہ کھولا، مما اپنے سلک کے سیاہ سلیپنگ گاؤن پر سیاہ شال اوڑھے سامنے کھڑی تھیں، ان کی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں..... شاید وہ سوتے سے جاگ کر آئی تھیں یا پھر روتی رہی تھیں۔

''کیا بات ہے مما..... سب ٹھیک تو ہے ناں؟'' میں نے اٹھ کر ان کو تھام لیا، ان کا وجود ہولے، ہولے لرز رہا تھا۔ ''آپ کو سردی لگ رہی ہے کیا؟'' میں نے انہیں صوفے پر بٹھا کر اپنا کمبل ان کی ٹانگوں پر ڈالا۔

''اسود سو گیا ہے کیا؟'' مما نے سوال کیا۔

''جی مما، کافی دیر پہلے سو گیا تھا، اسے صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے ناں.....'' میں نے انہیں بتایا۔

''تم نہیں سوئیں ابھی تک.....؟''

''سو گئی تھی مما کتاب پڑھتے، پڑھتے.....'' میں نے وضاحت کی۔ ''کل کے ایک لیکچر میں اس کتاب کا حوالہ دینا تھا مجھے مگر پڑھتے، پڑھتے سو گئی تھی.....''

''کیا ضرورت ہے ملازمت کی بیٹا..... کئی دفعہ کہا ہے کہ نہ تھکایا کرو خود کو.....'' انہوں نے پیار سے میرا ہاتھ تھام لیا، اس لمس سے میرے پورے وجود میں ایک مقناطیسی قوت دوڑ گئی۔

''اچھا ہے مما، مصروف رہتی ہوں تو بہت سی ... بے مقصد سوچیں میرے پاس بھی نہیں پھٹکتیں.....''

''پھر بھی خود کو تھکانے کے بجائے یہی وقت اسود کو دیا کرو..... تمہیں ملازمت کی ضرورت تو تب ہو جب ہم اس قابل نہ ہوں..... تمہارے پپا ہیں ناں بیٹا، تمہارا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور اسود کا خیال رکھ سکتے ہیں اور پھر اسود کا باپ بھی تو ہے..... اس کا خرچہ تو اس کے ذمے ہے ناں!"

"میں خود کو کسی چیز میں مصروف کر کے خود کو یہ یقین دلانا چاہتی ہوں مما کہ میں بیکار نہیں ہوں۔" میں نے آہ بھر کر کہا، میرے دل میں ایک کسک جاگی تھی جب مما نے اسود کے باپ کا حوالہ دیا تھا۔ جن حالات میں اور جس دل سے وہ اسود کا خرچہ دے رہا تھا وہ میں ہی جانتی تھی اور ماں باپ پر خود کو بوجھ نہیں بنانا چاہتی تھی۔ "آپ اس وقت تک کیوں جاگ رہی ہیں مما.....؟"

"نیند نہیں آ رہی تھی بیٹا!"

"پاپا میٹنگ اور ڈنر سے واپس لوٹے کہ نہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ابھی نہیں....." انہوں نے بے دھیانی سے جواب دیا۔

"کوئی پریشانی ہے مما؟"

"یہی سمجھ لو!" انہوں نے آہستگی سے کہا۔ "یا شاید نہیں بھی۔"

"کیا بات ہے مما؟ مجھے بتائیں کیا مسئلہ ہے، کوئی کاروبار کا مسئلہ ہے پاپا کا یا کچھ اور..... میں کچھ مدد کر سکتی ہوں اس میں؟" میں نے اپنا سر مما کی گود میں رکھ دیا، میری مہربان ماں کی نرم گود، گرم گود.....

"مسئلہ....." انہوں نے جیسے بے دھیانی سے کہا، ان کی انگلیاں میرے بالوں میں مساج کرنے لگیں۔ "تم خوش ہو ناں بیٹا..."

"خوش مما.....؟" یہ کیسا سوال تھا، خوشی کا یہاں کیا ذکر، میں تو زندگی گزار رہی تھی، زندگی مجھے گزار رہی تھی مگر انہیں پریشان کرنے کا کیا فائدہ تھا کہ اس زندگی کا انتخاب تو میں نے خود کیا تھا مما کی ہزار مخالفت کے باوجود..... "خوش ہی ہوں مما..... جتنا خوش مجھے ہونا چاہیے..... اپنے ہی کیے گئے ایک غلط فیصلے کا انجام بھگت کر۔" مما نے کتنی مخالفت کی تھی میرے انتخاب کی جب میں نے اشعر کو ان کے سامنے اپنا انتخاب بنا کر پیش کیا تھا، پپا نے مما کو اس بات پر قائل کیا کہ میری بات مان لی جائے۔ حالانکہ مما، اشعر سے تفصیل سے ملی بھی نہ تھیں، میرے یونیورسٹی کے سینئر کی حیثیت سے اسے جانتی تھیں اور اس وقت مما کے خلاف میرے دل میں کدورت تھی اور پپا مجھے دنیا کے سب سے اچھے باپ لگے تھے جنہوں نے مما کو منا کر اس شادی کو عدالتی شادی بننے سے بچا لیا تھا۔

مما نے اگر اس وقت اس شادی کی مخالفت کی تھی تو اس سے بڑھ کر بعد ازاں ..... میرے اشعر کو چھوڑنے کے فیصلے کی مخالفت کی تھی کہ اس وقت تک ہمارا بیٹا اسود دنیا میں آ چکا تھا۔ مگر میں اس وقت بھی تل گئی تھی کہ مجھے ایک بدکردار شخص کے ساتھ زندگی نہیں بتانا تھی، مما نے اس وقت کہا کہ مجھے قربانی دینی چاہیے کہ یہ معصوم اس کا خمیازہ بھگتے گا مگر میرا فیصلہ اٹل تھا، اب بھی کبھی کبھار اس کی کسک باقی ہے کہ مما کہتی تھیں وہ معافی مانگتا ہے تو اسے معاف کر دو اور آئندہ کے لیے وعدہ کرتا ہے تو اس پر یقین کر لو، اسے اصلاح کا ایک موقع دے کر تو دیکھو کہ کل کلاں کو تمہارا بیٹا جوان ہو کر تم سے جواب دہی کرے تو تمہارے پاس اسے بتانے کو کچھ تو ہو کہ اس کا باپ کئی بار کی کوششوں کے بعد بھی نہیں بدل سکا تھا..... مگر میں نے سب در بند کر دیے..... اپنے کان، آنکھیں اور منہ سب کچھ بند کر لیا، ایک ہی اٹل فیصلہ تھا، وہ بھی دماغ کا نہیں دل کا تھا۔ مما کہتی تھیں کہ قصوروار مرد جب اپنا قصور مان لے تو عورت کا دل بڑا ہو جاتا ہے اور وہ اسے معاف کر دیتی ہے مگر میری نہ کسی طور ہاں میں نہ بدلی.....

"یوں تو نہ کہو میری جان....." مما نے میرے ماتھے کا بوسہ لیا۔ "یہ شادی ہونا اور اس کے نتیجے میں اس معصوم کا اس دنیا میں آنا تو اللہ کی طرف سے مقرر تھا..... پھر ہزار چاہنے کے باوجود اس شادی کا ٹوٹ جانا بھی امرِ ربی تھا، ہم انسانوں کی کیا مجال کہ خدائی فیصلوں کو بدل سکیں..... اس وقت میں سوچتی تھی کہ تم نے اسود کا بھی نہ سوچا اور بہت غلط فیصلہ کیا مگر اب....." مما نے گہری

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

سانس لی۔ ''اب سوچتی ہوں کہ تمہارا فیصلہ ٹھیک تھا، تم نے اچھا کیا، عمر بھر کے لیے ایک ناپسندیدہ رشتے کا طوق گلے میں لٹکا کر جینے سے بہتر ہے کہ اس اکلوتی زندگی کو اپنے انداز سے جیا جائے.....''

''یہ بات آپ کہہ رہی ہیں مما.....؟'' میں نے حیرت سے ان کا چہرہ دیکھا، انہوں نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے جیسے کسی بات کو منہ سے نکلنے سے روکنا چاہتی ہوں۔ ''آپ کہہ رہی ہیں کہ میں نے ٹھیک کیا، آپ.....؟ جنہوں نے اس وقت میری اتنی مخالفت کی تھی کہ مجھے احساس ہونے لگا تھا کہ آپ میری سگی ماں ہی نہیں ہیں.....''

''ہاں میری جان..... میں جانتی ہوں کہ نارسائی کا دکھ کیسا ہوتا ہے، میں نے پوری عمر سمجھوتوں میں گزار دی کہ میرے اردگرد اپنی بیٹیوں کی محبت کی زنجیر تھی، تم لوگوں کے مستقبل کے بارے میں سوچتی تھی..... مگر اب میں تھک گئی ہوں، میں نے بھی یہ طوق اتار دینے کا فیصلہ کرلیا ہے، میں نے دیکھا ہے کہ تم بے سکون تو ہوتی ہو..... ناخوش تو ہو مگر تمہیں کسی ناپسندیدہ رشتے کا ساتھ تو نہیں نبھانا پڑ رہا، میں نے بھی تمہاری طرح آزادی کا فیصلہ کرلیا ہے فاطش.....'' مما کے چہرے پر اپنی بات پوری کرتے ہی ایک سکون کی کیفیت آ گئی تھی، میں نے ان سے پوچھنا چاہا مگر میرے منہ سے ایک لفظ نہ نکلا، حیرت کی زیادتی نے میرے منہ کو جکڑ لیا تھا۔ کس رشتے سے آزادی کا فیصلہ کیا ہے مما نے؟ میری ناقص عقل میں یہ بات ہی نہ آئی تھی۔

''تم سو جاؤ اب.....'' انہوں نے میرا سر تھپتھپا کر کہا اور میرے کمرے سے نکل گئیں اور میں ان کی پشت دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆

عشق کا جادو جب سر چڑھ کر بولتا ہے تو سارے حواس مختل کر دیتا ہے، یہی میرے ساتھ ہوا تھا اور جب اشعر کے عشق کے جادو نے میرے دماغ میں اپنا سحر پھونکا تو مجھے اپنے سارے برے لگنے لگے تھے..... مما نے خود مجھے سمجھایا، پاپا سے کہا کہ مجھے سمجھائیں، رانیہ اور صدف نے کالیں کر کر کے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ والدین اولاد کا برا نہیں سوچتے، مجھے ان کی بات مان لینی چاہیے مگر میرے سر پر تو اشعر کی محبت کا بھوت سوار تھا اور مجھے اس کے سوا ساری دنیا بری لگتی تھی۔ پاپا نے ہی غالباً مما کو قائل کیا ہوگا کیونکہ میں نے پاپا سے کہا تھا کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہ تھی سوائے اس کے کہ وہ اپنی خوشی سے میری شادی میں شامل ہو جائیں کیونکہ شادی تو... بہرحال مجھے اشعر سے ہی کرنا تھی..... اشعر کی محبت نے ہی مجھے اتنی ہمت دے دی تھی کہ میں اپنے اتنے پیار کرنے والے باپ کے روبرو کھڑی ہوگئی تھی۔

''میں نے تو کبھی اس انداز سے سوچا بھی نہ تھا کہ میرا کوئی بیٹا نہیں..... ہمیشہ یہی سوچتا تھا کہ بیٹوں اور بیٹیوں میں بھلا کیا فرق ہوتا ہے..... مگر آج علم ہوا ہے کہ جب کوئی بیٹی بغاوت پر اترتی ہے تو وہ اپنے باپ کی پگڑی پیروں تلے رول دیتی ہے.....'' پاپا نے بس یہی کہا تھا، میں نے جو اُن سے کہہ دیا تھا کہ اگر آپ لوگ نہ مانے تو ہم کورٹ میں شادی کرلیں گے..... پھر پاپا نے مما کو منالیا اور چند ماہ کے بعد کی شادی کی تاریخ رکھ دی گئی۔ رانیہ اور صدف بھی چند دنوں کے لیے آئیں اور میں اپنی خوشی اور والدین کی بادلِ ناخواستہ رضامندی کے ساتھ بیاہ کر اشعر کے گھر چلی آئی..... اپنی مرضی سے عشق رچا کر، دھڑلے سے شادی کرنے والی لڑکی کی جو عزت سسرال میں ہو سکتی ہے، اتنی ہی ''عزت افزائی'' میری ہوئی۔ بات بے بات مجھے آوارگی اور بے حیائی کے طعنے ملتے، جلد ہی اشعر کو بھی احساس ہونے لگا کہ اپنے گھر والوں کی خوشی سے شادی نہ کر کے اس نے ان کی عمر بھر کی ناراضی مول لے لی تھی۔

اسے باپ بننے کی نوید نے تو اور بھی پریشان کر دیا..... ''ابھی تو میرے ماں باپ اور بہن بھائی تمہیں ہی قبول نہیں کر پائے اب اس نئے رشتے کو کون خوش آمدید کہے گا..... کچھ ہو نہیں سکتا؟'' اس نے میری

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا اور میں نے اس کی طرف، میں سمجھی نہیں تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔ ''ابھی بچے کی جلدی کیا ہے؟''

''بچے کی جلدی.....؟'' میں نے حیرت سے کہا۔ ''مجھے کیا جلدی ہے..... جو اللہ کی رضا اور پھر ویسے بھی اب تو کچھ نہیں ہوسکتا۔''

''کچھ نہ کچھ حل تو ہوتا ہوگا ناں.....'' اس نے گول مول الفاظ میں کہا۔

''ہرگز نہیں.....'' میرا لہجہ اٹل تھا۔ ''یہ ہم دونوں کا بچہ ہے اور ہم شادی شدہ ہیں اور ہر شادی کا مقصد نسلِ انسانی کی افزائش ہی ہوتا ہے اشعر..... مجھے یقین ہے کہ اس بچے کے آنے سے تمہارے گھر والوں کے دلوں میں نہ صرف اس کے لیے بلکہ میرے لیے بھی نرم گوشہ پیدا ہوگا۔''

''تمہاری مرضی.....'' اس نے کندھے اچکائے تھے، آنے والے وقتوں نے اسے ایک کمزور ترین شوہر ثابت کر دیا تھا، میں نے یہ سب بھی برداشت کر لیا تھا اس امید پر کہ بچے کی آمد سے سب کے دل پسیج جائیں گے۔ اس کی پیدائش سے ایک ماہ قبل میں مما کے ہاں اٹھ آئی اور اسود کی پیدائش یہیں ہوئی..... اطلاع دینے کے باوجود سسرال سے کوئی اور تو کیا آتا، اشعر ہی چوتھے دن آیا۔ میں نے عہد تو کیا تھا کہ اس سے بات نہ کروں گی مگر اسے کوئی اور بہانہ فراہم نہیں کرنا چاہتی تھی، غلطی تو ہو چکی تھی مگر اپنے ماں باپ کی نظر میں سرخرو رہنے کے لیے اس غلطی کو نبھانے کی پوری کوشش کر رہی تھی..... اب صبر آزمائی بہت ہو چکی تھی۔

اسود ایک ماہ کا ہوا تو میں واپس سسرال لوٹی، سب گھر والوں کے مزاج حسبِ معمول تھے، کوئی اسود کو پیار سے دیکھتا تک نہ تھا، کیسے کٹھور لوگ تھے، کبھی میں اپنی ساس یا نندوں کو اسود کا خیال رکھنے کا کہتی تو وہ اپنی مصروفیت کا بہانہ پیش کر دیتیں۔ ایسے پتھر دل لوگ تھے کہ معصوم بچے پر انہیں پیار نہ آتا تھا، جانتے ہوئے بھی کہ ان کے بیٹے کی اولاد ہے..... میں نے پہلے پہل تو مما اور پاپا سے سب کچھ چھپائے رکھا مگر اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ اشعر میری اور اسود کی بنیادی ضروریات کے لیے بھی رقم نہ دیتا، اس پر بھی میں صبر کرتی اور اپنی ہر ضرورت اپنی رقم سے پوری کرتی جو پاپا ہر ماہ میرے اکاؤنٹ میں جمع کرواتے تھے۔ پھر مجھے اس کے بارے میں اڑتی، اڑتی الٹی سیدھی خبریں ملنے لگیں تو میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا..... میں مما کے سامنے رو پڑی۔

''اب صبر کرو اور برداشت کرو.....'' مما نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔ ''اولاد بہت بڑی مجبوری ہوتی ہے، عورت کے پیروں میں بندھی زنجیر..... جس کی لمبائی گھر کی چار دیواری تک ہوتی ہے اس زنجیر میں جکڑی عورت اپنے جوگی نہیں رہتی بیٹا..... اسی محبت نے تمہارے پیروں میں زنجیر باندھ دی ہے۔ تم سے اس کی دوستی تھی..... شادی کی تو اس کا دل بھر گیا، مرد کو جب باہر منہ مارنے کی عادت ہو جائے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لو..... برداشت کرو اب اسود کی خاطر.....''

''ہرگز نہیں مما.....'' بلا کی ضدی تو میں تھی ہی جو اپنی ہر ضد منوا لیتی تھی۔ ''میں اسے ناکوں چنے چبوا دوں گی۔'' میں نے کہا تھا۔ جب اسے ہی زندگی سے نکال دینے کا سوچ لیا تھا تو اس سے کوئی ضرورت وابستہ رہی نہ مفاد..... وہ میری زندگی برباد کرے اور میں اسے یوں ہی جانے دیتی ہرگز نہیں..... بھاری رقم کے حق مہر کا مطالبہ اور اسود کے ماہانہ خرچ کے لیے میں نے اس پر مقدمہ کر دیا اور اسے مالی طور پر کنگال کر دیا۔ اس کی ملازمت بھی اچھی تھی.. سو اس کی آمدن کے لحاظ سے اسود کا خرچہ مقرر ہوا تھا جسے وہ لاکھ حیلے تاویلیں کر کے دیتا تھا مگر چونکہ عدالتی فیصلہ تھا اس لیے اس کی مجال نہ تھی کہ انکار کر سکتا۔

اسے زندگی سے نکال دیا تو ایک دن بھی ملال نہ ہوا، دکھ تو یہ ہوتا تھا کہ اپنے ماں باپ سے بغاوت کی، ان پر اعتماد نہ کیا، وہ اپنے تجربے کی روشنی میں مجھے سمجھاتے تھے اور میں اس وقت انہیں اپنا دشمن سمجھتی تھی۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاپا تو اس حق میں ہی نہ تھے کہ اشعر سے ایک پائی بھی قبول کی جاتی مگر یہ میری ضد تھی کہ میں اسے اس حد تک کنگال کر دیتی کہ اسے اپنی ضروریات کے لیے بھی رقم کم پڑتی پھر میں دیکھتی کہ وہ باہر عورتوں سے دوستیاں کیسے نبھاتا ہے اور اس کے گھر والوں نے اتنا عرصہ جس اذیت میں مجھے رکھا تھا میں انہیں یونہی کیسے جانے دیتی۔ میں نے کم از کم انہیں مالی پریشانی میں مبتلا تو کر دیا تھا ناں..... عورت کو کمزور سمجھ لیا جاتا ہے مگر میں اس رشتے کے ختم ہو جانے پر اور بھی مضبوط ہو گئی تھی۔ مما کی خواہش تھی کہ میں کسی اور سے شادی کر لوں، اسود کو وہ پال لیں گی مگر میرا ذہن اس بات کو قبول ہی نہ کرتا تھا۔ میں نے مما اور پاپا کے منع کرنے کے باوجود کالج میں لیکچرار کی ملازمت کر لی تھی، اب تو اسود بھی اسکول جانے لگا تھا، مما اور پاپا کی ہتھیلیوں کا چھالا اسود.....

☆☆☆

''اماں.....'' میں نے قرآن پاک سے نظر ہٹا کر سر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑی بلی کو دیکھا۔ ''بڑی اماں بلا رہی ہیں آپ کو.....'' اس نے میری ساس کا پیغام دیا، میں نے قرآن پاک کو بند کر کے اس کے ہاتھ میں پکڑایا، اس نے اسے سامنے والی الماری کے اوپر رکھ دیا۔

''سب خیریت تو ہے ناں بیٹا؟'' میں نے ان کے اس بے وقت بلاوے پر حیرت سے پوچھا۔

''میرا خیال ہے کہ پھپھو کی کال تھی، میں نے ہی فون ان کو دیا تھا، کال ختم ہوتے ہی انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کو بلا کر لاؤں.....''

''چلو.....'' میں نے اپنے کپڑوں پر پڑی سلوٹیں ہاتھ سے دور کرنے کی کوشش کی، ابھی تو میں نے رات کا لباس بھی تبدیل نہیں کیا تھا مگر اس وقت بجلی بھی نہ تھی کہ استری کروا کر تبدیل کرتی اور یوں بھی وہ بزرگ تھیں اور ان کے بلاوے پر مجھے فوراً جانا تھا، یہی ہمارے ہاں کا اصول تھا۔ ''کیا بات ہو سکتی ہے..... بڑی اماں کسی پر ناراض تو نہیں تھیں؟'' میں نے راستے میں بلی سے پوچھا۔

''نہیں فون کے بعد تو وہ خوش تھیں اماں!'' اس نے مسکرا کر کہا۔

''جی اماں؟'' میں نے ان کے سامنے سر جھکایا اور انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ''آپ نے بلوایا تھا''..... میں ان کے پلنگ کی پائنتی پر بیٹھنے لگی تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔

''تم جاؤ بلی یہاں سے.....'' انہوں نے بلی سے کہا اور میری خیریت دریافت کی۔

''کچھ کھایا پیا تم نے کہ نہیں؟'' انہوں نے سوال کیا۔ ''عمر کہاں ہے؟''

''جی وہ سو رہے ہیں، جاگیں گے تو ان کے ساتھ ہی ناشتا کریں گے سب لوگ، ابھی تو میں قرآن مجید پڑھ رہی تھی۔''

''ناہید کا فون آیا تھا، وہ اگلے ماہ پاکستان آ رہی ہے اور اس کا ارادہ نبیل (ناہید کا بیٹا) کی شادی کا ہے اور سجاد بھی اس کے ساتھ ہی آئے گا.....'' ناہید میری نند اور سجاد چھوٹا دیور تھا جس کی اپنی بیوی سے علیحدگی کے بعد سے وہ امریکا چلا گیا تھا اور اس کے بعد اس نے شادی نہ کی تھی کہ اسے عورت ذات پر اعتبار نہ رہا تھا۔ ناہید نے نبیل کی منگنی اپنی نند کی بیٹی کے ساتھ کر رکھی تھی، ایک بیٹی اور بیٹا اس نے امریکا میں ہی بیاہے تھے، اب نبیل اس کا ایک ہی بیٹا بچا تھا، اس کی شادی طے تھی کیونکہ ناہید ایک بہو پاکستان سے لے کر جانا چاہتی تھی۔

''یہ تو بہت اچھی بات ہے اماں.....'' میں نے انہیں مبارک باد دی۔

''میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ اس کی نند کی بیٹی نے نبیل سے شادی سے انکار کر دیا ہے کیونکہ وہ اپنے کسی کلاس فیلو سے شادی کرنا چاہتی ہے..... اب ناہید نے مجھ سے بلی کا ہاتھ مانگا ہے.....'' انہوں نے جب یہ کہا تو میں حیران رہ گئی۔ ''میں جانتی ہوں کہ عمر کی بڑی خواہش تھی کہ وہ نبیل کو داماد بنائے اور

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسی مقصد کے لیے دو برس پہلے ناہید پاکستان آئی تھی مگر یہاں آ کر نبیل کو اپنی پھوپھی زاد بھا گئی تھی اور ہماری لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ بلی کے لیے مان کر نہیں دیا تھا.....''

''مگر اب.....؟'' میں نے ہچکچا کر پوچھا۔

''اب اس نے کال کر کے کہا ہے کہ میں عمر سے بات کروں اور اسے مناؤں.....'' اماں نے کہا۔ ''اس کی پہلے بھی بھائی کے ہاں رشتہ جوڑنے کی خواہش تھی اور آج بھی ہے۔''

''آپ کو معلوم ہے اماں کہ عمر نہیں مانیں گے.....'' میں نے ہچکچا کر کہا۔ ''نبیل ایک بار بلی کو ٹھکرا چکا ہے اور اب تو بلی کا رشتہ تقریباً طے ہو ہی چکا ہے۔''

''سب جانتی ہوں نیلم.....'' انہوں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ''اور یہ بھی جانتی ہوں کہ عمر تمہاری ہر بات مانتا ہے.....تمہاری کوئی بات نہیں ٹالتا۔''

''وہ بات اپنی جگہ اماں مگر میں نے کبھی ان سے کوئی غلط مطالبہ نہیں کیا آج تک۔'' میں نے وضاحت کی۔

''میں نے تم سے کوئی غلط بات منوانے کو نہیں کہا نیلم.....'' اماں نے تحمل سے کہا۔ ''ناہید میری بیٹی ہی نہیں عمر کی اکلوتی بہن بھی ہے اور تم سے بہت پیار کرنے والی نند بھی، عمر نے اس گھر میں جو درجہ اپنی چار بچیوں کی ماں ملیحہ کو نہیں دیا تھا، وہ تمہیں حاصل ہے.....بغیر کسی بچے کو جنم دیے تم ان چار بچوں کی ماں کہلاتی ہو۔''

''میں ان بچوں سے ماں کی طرح ہی پیار کرتی ہوں اماں۔'' میں نے سسکی لی۔ ''میں نے انہیں کب ماں کی کمی محسوس ہونے دی ہے؟''

''کیا میں نے اس بات کا شکوہ بھی کیا؟'' اماں کا لہجہ فوراً بدلا۔ ''میں نے ہی عمر کا جھکاؤ تمہاری طرف دیکھ کر اس سے التجا کی تھی کہ ملیحہ کو فارغ کر دے تاکہ وہ اس رشتے کا بوجھ نبھاتے، نبھاتے خواہ مخواہ ایک... ناپسندیدہ رشتے کی ڈور میں بندھی رہے.....اچھا ہے کہ وہ کسی اور کے ساتھ ایک خوشگوار زندگی گزار رہی ہے اور عمر تمہارے ساتھ۔''

ان کا کہنا تو آسان تھا مگر جس تن لاگے سو تن جانے.....

''میں کوشش کروں گی اماں.....'' میں نے ہولے سے کہا، میرے دل میں بھی کئی خواہشات تھیں اور کئی ادھورے سپنے، جن میں سے اہم تو یہی تھا کہ میں ان بچوں کی ماں کہلاتی تھی جنہیں میں نے جنم نہیں دیا تھا اور اس کے صلے میں مجھے اپنی اولاد سے محرومی ملی تھی کیونکہ عمر نے اول روز ہی کہہ دیا تھا کہ انہیں مزید اولاد نہیں چاہیے تھی۔

''کوشش نہیں نیلم.....تمہیں عمر سے بات منوانے کے سب گُر آتے ہیں، مجھ سے کچھ چھپا نہیں ہے.....'' کاش وہ جانتیں کہ میں تو ان سے کچھ نہیں منوا سکتی تھی، وہ مجھ سے سب کچھ منوا لیتے تھے۔ میں مرے، مرے قدموں سے ان کے کمرے سے باہر نکلی تو عمر اپنے کمرے سے نکل رہے تھے۔

''کہاں ہو نیل.....یار تمہارے فون پر کال آ رہی ہے آنٹی کی۔'' انہیں اپنی نیند میں فون سے مخل ہونے پر ناراضی تھی۔

''تو آپ اٹھا لیتے ناں فون.....'' میں نے فوراً فون پکڑ کر اس کا بٹن دبایا اور مما کو سلام کیا، عمر مڑ کر واپس کمرے میں چلے گئے، اپنے ادھورے سپنوں کا سلسلہ وہیں سے جوڑنے.....چھٹی کے روز وہ اسی طرح سست ہو جاتے تھے، دن چڑھے تک سوتے رہتے، کبھی کبھار ناشتا کر کے دوبارہ سو جاتے تھے۔

''کیا حال ہے میری جان نیلی، کہاں تھیں..... اتنی دیر سے فون بج رہا ہے اور تم اٹھا ہی نہیں رہی تھیں.....'' مما نے شکوہ کیا۔

''وہ میں اماں کے کمرے میں تھی مما اور عمر سو رہے تھے.....'' میں نے ہولے سے جواب دیا، دل ابھی تک بھاری سا ہو رہا تھا۔

''صبح سویرے اماں کے کمرے میں کیوں تھیں، خیریت تو ہے ناں میری بیٹی؟'' انہیں تشویش ہوئی۔

''ہاں مما.....سب خیریت ہے.....انہیں کوئی

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کام تھا تو انہوں نے بلوایا تھا......‘‘ میں نے جواب دیا۔ ’’آپ سنائیں...... پاپا تو ٹھیک ہیں ناں؟‘‘

’’تمہارے پاپا ٹھیک نہیں ہو سکتے نیلم......‘‘ مما کا لہجہ ٹوٹ رہا تھا، میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا....

’’کیا ہوا پاپا کو مما؟‘‘ میں تقریباً چیخی۔

’’تم تو جانتی ہو نیلم...... جو میں تمہیں کہہ رہی ہوں، اس لیے میں نے ان سے خلع لینے کا فیصلہ کر لیا ہے بیٹی......‘‘ مما نے میرے سر پر بم پھوڑا۔

’’کیوں مما...... اب کیا ہوا؟‘‘ میری آواز بلند ہوگئی۔

’’ناشتے میں کیا دیر ہے نیل؟‘‘ عمر کمرے سے نکل آئے تھے۔ ’’سب خیریت تو ہے ناں؟‘‘ عمر کمرے سے نکلے تو میں گھبرا گئی۔

’’میں آپ کو فارغ ہو کر کال کرتی ہوں مما......‘‘ میں نے فون فوراً بند کیا اور باورچی خانے کی طرف...... چل دی۔ پورا دن گزر گیا اور مجھے تنہائی ہی میسر نہ آئی کہ میں انہیں کال کرتی۔ ’’مجھے مما سے ملنے جانا ہوگا، شاید اداس ہو رہی ہوں گی اس لیے اس طرح کی بات کی ہے......‘‘ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔

☆☆☆

میرا نام نیلم ہے، اپنے ماں باپ کی پہلی اولاد...... ان کی چار بیٹیوں میں سے پہلی بیٹی...... اپنے ماں باپ کی آنکھوں کا تارا، پُراعتماد، ذہین، استادوں کی پسندیدہ اور ہر میدان میں سب سے آگے۔ اس روز بھی سودی نظام بینکاری کے موضوع پر انٹر کالجز کے ایک تقریری مقابلے میں ایک بھرپور اور پُرزور تقریر کے بعد داد کے ڈونگرے سمیٹتی ہوئی جب میں اپنی ٹرافی لینے کے لیے مہمانِ خصوصی کے سامنے کھڑی تھی تو دودھیا رنگت اور بھورے بالوں اور شربتی آنکھوں والے چیمبر آف کامرس کے صدر کی نظر میں اپنے لیے ستائش دیکھی اپنے عہدے کے حساب سے کافی ینگ تھے۔ ٹرافی وصول کرتے ہوئے میں نے ان کا شکریہ ادا کیا، انہوں نے اپنی جیب سے اپنا کارڈ نکالا اور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ ’’میں واقعی تم سے بہت متاثر ہوا ہوں......‘‘ میں نے مسکرا کر ان کا پھر شکریہ ادا کیا۔

’’آپ یقیناً میری تقریر سے متاثر ہوئے ہیں سر۔‘‘ میں نے اپنے پورے اعتماد سے اس کی تصحیح کی۔

’’میں تم سے متاثر ہوا ہوں نیلم......‘‘ انہوں نے ہولے سے کہا، میں ہولے سے سر جھٹک کر نخوت سے ناک سکوڑ کر اسٹیج سے اتر آئی، شکر ہے کہ ان کی اور میری اس گفتگو کو کسی نے نہیں سنا کہ اتنے ہولے سے سب کچھ ہوا تھا مگر میں صبا سے یہ سب کہے بغیر نہ رہ سکی۔ مقابلے کے اختتام پر چائے کا اہتمام کیا گیا تھا، جہاں پر مہمانِ خصوصی کے کہنے پر سب شرکاء کو خصوصی

قارئین متوجہ ہوں

پرچا نہیں ملتا

کچھ عرصے سے بعض مقامات سے یہ شکایات مل رہی ہیں کہ ذرا بھی تاخیر کی صورت میں قارئین کو پرچا نہیں ملتا۔ ایجنٹوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ہماری گزارش ہے کہ پرچا نہ ملنے کی صورت میں ادارے کو خط یا فون کے ذریعے مندرجہ ذیل معلومات ضرور فراہم کریں۔

☆ بک اسٹال کا نام جہاں پرچا دستیاب نہ ہو۔
☆ شہر اور علاقے کا نام۔
☆ ممکن ہو تو بک اسٹال کا PTCL یا موبائل فون نمبر

رابطے اور مزید معلومات کے لیے
ثمر عباس
03012454188

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز
سسپنس، جاسوسی، پاکیزہ، سرگزشت
C-63 فیز II ایکسٹینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ، کراچی
مندرجہ ذیل ٹیلی فون نمبروں پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں
35802552-35386783-35804200
ای میل: jdpgroup@hotmail.com

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

طور پر چائے کے لیے بلوا لیا گیا تھا، میں نے خود کو مہمانِ خصوصی سے دانستہ دور رکھا مگر اس کی نظروں سے دور نہ رہ سکی۔

بی کام کا امتحان ختم بھی نہ ہوا تھا کہ مما کی طرف سے مجھے اطلاع ملی کی کچھ لوگ مجھے دیکھنے کے لیے آنا چاہتے ہیں۔ ''مما..... میں ابھی پڑھ رہی ہوں۔'' میں نے احتجاج کیا۔

''ایک نہ ایک دن تو سب بیٹیوں کو بیاہ کر اپنے گھر جانا ہی ہوتا ہے بیٹا، ابھی کون سا شادی ہو رہی ہے..... جانے ہمیں یہ لوگ پسند آتے بھی ہیں یا نہیں..... یا ہم انہیں پسند نہ آئیں۔'' مما نے مسکرا کر کہا، میرے پیچھے تین اور لائن میں لگی تھیں، سب سال دو سال کے وقفے سے جوانی کی دہلیز کو چھو رہی تھیں۔ جانتی تھی کہ یہ وقت تو آنا ہی آنا تھا، ماں باپ کا گھر چھوڑنے کا خیال دل کو ہولاتا تھا تو نئی زندگی کے خیالات دل کو گدگداتے بھی تھے۔ شام کو جب میں ڈرائنگ روم میں دھڑکتے دل کے ساتھ داخل ہوئی تو مہمانوں کو دیکھ کر چونک گئی، وہی چیمبر آف کامرس کا صدر اور اس کے گھر والے.....

''آئیں نیلم.....'' وہ اٹھ کھڑے ہوئے، میرے گھر والوں نے چونک کر اب میری طرف دیکھا تھا۔

''آپ نیلم کو کیسے جانتے ہیں بیٹا؟'' مما پوچھے بنا نہ رہ سکیں۔

''ارے آنٹی..... زیادہ نہیں جانتا، بس ایک بار دیکھا تھا.....' اس کے کہنے پر میں نے اسے دیکھا، اس کے چہرے پر اس وقت لکھا تھا، 'ایک بار دیکھا تھا، بار بار دیکھنے کی ہوس ہے.....'

''اچھا..... مگر کہاں؟'' مما نے پوچھا۔

''وہ مما.....'' میں نے مداخلت کی۔ ''میرا خیال ہے کہ پچھلے مہینے یہ انٹر کالجز ڈبیٹ مقابلے کے مہمانِ خصوصی تھے۔'' میری وضاحت پر عمر صلاح الدین نے مسکرا کر تائید کی۔

''بہت ذہین ہیں نیلم..... اور آنٹی ذہین لوگ میری کمزوری ہیں.....'' عمر میرے چہرے کی طرف دیکھ کر بولے تو میرے گال تمتمانے لگے۔

مما اور پاپا کو کوئی اعتراض نہ تھا، ان سے پہلی ملاقات کے بعد میری بہنیں بھی عمر کی وجیہہ شخصیت سے مرعوب ہو گئی تھیں، رات کھانے کی میز پر بھی انہی کی باتیں ہوتی رہیں، جاتے سمے وہ مما اور پاپا کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دے گئے تھے..... وہ مستقبل کے پلان بنا رہے تھے اور میرا دل اتھل پتھل ہو رہا تھا۔ رات سونے کو بستر پر لیٹی تو ایک انجان نمبر سے پیغام آیا۔

''براہ مہربانی میری کال اٹینڈ کریں اگر آپ تنہا ہیں اور اگر نہیں تو میری کال کو نظر انداز کریں..... عمر!'' میں فون کی اسکرین کو دیکھ رہی تھی..... ساتھ ہی گھنٹی بجنے لگی، میں نے سوچا کہ نظر انداز کر دوں مگر میرے دماغ کو سوچنے کا موقع ہی نہ ملا اور انگلی دل کی تال سے ہم آہنگ ہو کر فون کی اسکرین پر سبز نشان پر جا ٹکی۔

''نیلم.....'' اتنے پیار سے کسی نے کب میرا نام پکارا تھا پہلے..... ''آپ جاگ رہی تھیں ناں؟ میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا؟'' جواب سوچ ہی رہی تھی کہ سوتی سی آواز نکالوں اور وہ کال بند کر دے..... مگر دل کو کیا ہوا تھا۔ ''لگتا ہے اب سو گئی ہیں، میری آواز نے لوری کا کام تو نہیں کر دیا؟'' مجھے کوئی جواب نہ سوجھا۔ ''میں اسی مقررہ نیلم سے بات کر رہا ہوں ناں جس نے سودی نظام بینکاری کے خشک موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بھی میرے دل کے تاروں کو چھیڑ دیا تھا!''

''جی نیلم بول رہی ہوں۔'' میں نے تھوک نگل کر کہا، میں اتنا گھبرا کیوں رہی تھی، تقریری مقابلوں میں مخالفین کے چھکے چھڑا دینے والی نیلم کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

''نیل.....'' میری کئی دھڑکنیں مس ہو گئیں..... ''تمہیں برا تو نہیں لگا میرا اپنے گھر والوں کے ساتھ تمہارے گھر آنا؟''

''ہوں.....'' میں نے سینے کی گہرائی سے سانس کھینچی۔ ''زیادہ نہیں!''

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تھوڑا سا برا کیوں لگا؟''

''میں توقع نہیں کر رہی تھی.....''

''میں کیا توقع کروں اب؟''

''میرے والدین کو علم ہوگا، ہمارے ہاں اہم فیصلے ماں باپ کرتے ہیں۔''

''مگر میں جاننا چاہوں گا کہ جو مجھے اتنا پیاری اور اچھی لگی ہے، اسے میں کیسا لگا ہوں؟''

''میں آپ کو کیوں اچھی لگی ہوں؟''

''کیونکہ تم ہو ہی اچھی۔''

''ایک ادھوری سی ملاقات نے آپ کو بتا دیا کہ میں کتنی اچھی ہوں؟'' میں ہنسی۔

''تم ہنستی بھی بہت اچھا ہو.....'' عمر نے کہا۔ ''کسی کو جاننے کے لیے بسا اوقات ایک لمحہ ہی کافی ہوتا ہے اور کئی بار ساتھ، ساتھ رہتے ہوئے بھی انسان ایک دوسرے سے فاصلوں پر ہوتے ہیں۔'' فلسفہ جھاڑا گیا۔

''اتنی ثقیل گفتگو کرتے ہیں آپ!''

''ہلکی پھلکی گفتگو بھی کر لیتا ہوں.....'' ہنس کر کہا گیا۔ ''ہم کہیں مل سکتے ہیں باہر نیل؟''

''ہم گھر پر تو مل لیے ہیں.....'' میں نے فوراً کہا۔

''اب آئی ہوناں' اپنی جون میں..... مجھے تم سے باہر ملنا ہے اور کچھ بہت اہم باتیں کرنا ہیں.....''

''میں اپنی مما سے بات کروں گی اور اجازت لوں گی۔''

''وہ تمہیں اجازت دے دیں گی؟'' بے تابی سی بے تابی تھی۔

''ممکن ہے کہ ہاں..... اور ہو سکتا ہے کہ نہیں۔'' میں نے غیر مبہم سی بات کی۔

''یہ کیا بات ہوئی.....'' وہ جھنجلایا۔ ''بہت ضروری ہے ملنا۔'' وہ رکا۔ ''کیا تم ان سے پوچھے بغیر نہیں مل سکتیں مجھ سے؟''

''نہیں.....'' میں نے کہا۔ ''ہرگز نہیں، ان کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں..... اور ڈریں نہیں، ان کی رائے آپ کے بارے میں بہت اچھی ہے۔'' میرے کہنے پر اس کے سینے سے سکون کی سانس خارج ہوئی ہوگی۔

☆☆☆

''میں نے کہا تھا ناں نیل کہ کبھی ہم کسی کے ساتھ سالوں اکٹھے رہ کر بھی دور ہوتے ہیں اور کبھی ایک لمحہ ایک دوسرے کو جاننے کے لیے کافی ہوتا ہے.....'' جوس کا چھوٹا سا گھونٹ لے کر میں نے اس کے شربتی آنکھوں والے چہرے کو دیکھا۔ ''میں نے تمہیں ایک نظر دیکھا اور مجھے لگا کہ میری تلاش ختم ہوگئی ہے اور ایک وہ ہے.....''

''کون وہ؟'' میں نے حیرت سے سوال کیا۔

''جس کے ساتھ میں آٹھ سال سے رہ رہا ہوں۔'' اس کی بات واضح نہ تھی۔

''کس کے ساتھ؟'' رہ تو وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہی رہا تھا۔ ''میں سمجھی نہیں؟''

''نیل..... میں تمہیں کیسا لگا ہوں؟'' وہ بات کا جواب گول کر گیا، اس نے میری آنکھوں میں دیکھا۔

''جھوٹ نہ بولنا پلیز.....!'' میں نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا، ان نظروں میں جانے کیا تھا، دل کی بے ترتیب دھڑکنیں نظروں سے واضح ہو رہی تھیں، کچھ بولنا چاہا مگر بول نہ سکی..... ''بتاؤ ناں نیل.....'' ایسے پیار سے کب کسی کے لبوں سے میرا نام نکلا تھا بھلا۔ ''میرا ساتھ دو گی..... میرا ہاتھ تھاموگی، میرا ساتھ قبول کروگی؟ زندگی بتانا چاہو گی میرے ساتھ؟'' مجھے لگ رہا تھا کہ میں کوئی انتہائی رومانوی فلم دیکھ رہی تھی مگر وہ سب حقیقت تھی اور میں اس رومانوی کہانی کا ایک کردار..... میرے دل کے دروازوں پر پہلی، پہلی دستک۔

''پلیز.....'' میں نے احتجاج کیا، میں اس کے سامنے بیٹھ کر کب اقرار کر سکتی تھی کہ وہ میرے دل کے بند دروازوں کے کواڑ توڑ کر اندر پہنچ گیا تھا۔ ''میں کچھ نہیں کہہ سکتی.....''

''شرما رہی ہو یا..... میں اسے انکار سمجھوں؟''

''شرما رہی ہوں.....'' میرے کان بھی گرم ہو گئے تھے..... وہ زور سے قہقہہ لگا کر ہنسا، میں اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

انداز سے اور بھی شرما گئی۔

''اگر مجھ میں کوئی کمی ہوگی تو بھی مجھے قبول کرلو گی تم؟'' اس کے کہنے پر میں نے چونک کر اسے دیکھا، بظاہر تو مجھے اس میں کوئی کمی نہیں لگ رہی تھی..... کوئی ایسا عیب بھی نہیں نظر آ رہا تھا، اس کے گھنگرالے بال، سرخ وسفید چہرہ، موتیوں جیسے لڑی میں پروئے ہوئے دانت اور ان سب پر وہ مسکراتی ہوئی شربتی آنکھیں.....

''کیسی کمی؟'' میں نے سوال کیا۔

''پہلی ملاقات کا لطف خراب نہیں کرنا چاہتا.....'' کھانا آ گیا تھا۔ ''اگلی بار ملوں گا تو بتاؤں گا، میں نے تمہارے والدین سے کہا ہے کہ میں پہلے تمہیں جاننا چاہوں گا اور چاہوں گا کہ تم بھی میرے بارے میں بہت کچھ جان لو اس کے بعد ہم اس سے آگے بڑھیں گے۔''

کھانا کھاتے ہوئے بھی میں کن انکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی، مہذب انداز، دلچسپ باتیں..... میں یادوں کے ذخیرے میں کئی موتی سمیٹ کر لے آئی تھی، رات بستر پر لیٹی تو وہ سب موتی جیسے میری مٹھیوں میں تھے اور میں خود کو دنیا کی امیر ترین لڑکی سمجھ رہی تھی۔ چند ملاقاتوں کے بعد اس نے انکشاف کیا کہ وہ پہلے سے شادی شدہ ہے..... آٹھ سال سے وہ ایک ناپسندیدہ رشتے کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھا، خود سے پانچ سال بڑی..... اپنی ایک کزن کے ساتھ..... خاندان کی روایات اور مجبوریوں کا طوق پہنے ہوئے..... میرا وجود زلزلوں کی زد میں آ گیا تھا، کتنا بڑا جھوٹ اور کس قدر بڑا دھوکا میرے ساتھ ہونے جا رہا تھا۔

''مجبوری کے رشتوں میں چار بچے بھی ہو جاتے ہیں عمر؟'' میرے لہجے میں طنز نمایاں تھا۔ ''جو بات آپ کو مجھے پہلی ملاقات میں بتانا چاہیے تھی وہ آپ مجھے اب بتا رہے ہیں؟'' میں پھوٹ، پھوٹ کر رو دی..... میرے ہاتھوں سے سارے خواب چھوٹ کر زمیں بوس ہو گئے تھے، ان کی کرچیاں میرے سارے وجود کو زخمی کر رہی تھیں۔

''میں عمر بھر اسی رشتے کا طوق گلے میں ڈال کر رہتا..... کبھی کسی اور کی خواہش بھی نہ کرتا نیل..... مگر تم پہلی نظر میں دھڑ دھڑاتی ہوئی میرے دل میں داخل ہو گئی ہو، تم نے مجھے تسخیر کر لیا ہے، تمہارے ساتھ کی خواہش زندگی کی ہر خواہش پر حاوی ہو گئی ہے..... اتنا جانتا ہوں کہ تم نہ ملیں تو تمہیں کسی اور کا ہوتا ہوا بھی نہ دیکھ پاؤں گا اور نہ ہی تمہارے بنا جی پاؤں گا..... دل لگی نہیں چاہتا، تم سے شرعی رشتہ قائم کرنا چاہتا ہوں..... اماں کو انکار ہے نہ ملیحہ کو.....'' تو گویا ملیحہ نام تھا اس کا..... ''ایک بات سن لو دھیان سے نیل، تم انکار کرو گی تو میری زندگی کا مقصد ختم ہو جائے گا..... تم کسی اور کی ہونا چاہو گی تو ایسا بھی نہیں ہونے دوں گا، دھمکی نہیں دے رہا، حقیقت بتا رہا ہوں تمہیں..... ہاں ایسی ہی محبت ہو گئی ہے تم سے اور اتنی ہی شدت سے چاہت ہے تمہاری۔'' اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا..... اس میں سے ایک سیاہ مخملیں ڈبیا نکالی، اسے اپنی ہتھیلی پر رکھا، اسے کھولا، اس میں سے نکلنے والی انگوٹھی کے ہیرے کی چمک پر میری نظر مرکوز ہوئی، اس کی چمک سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔

اس نے دوبارہ جیب میں ہاتھ ڈالا، باہر نکالا مگر اس ہاتھ کو اپنی گود میں رکھ لیا..... ''نیل! جتنا میں تمہیں چاہتا ہوں، اگر تم مجھے اس سے کم بھی چاہتی ہو مگر میرا ساتھ قبول کرنے کو تیار ہو تو میرے نام کی یہ انگوٹھی پہن لو..... اگر تمہیں مجھ سے پیار نہیں، تم میری محبت کی پزیرائی نہیں کر سکتیں تو یہ لو اور اپنے ہاتھوں سے ہاں اپنے ہاتھوں سے مجھے ختم کر دو.....'' اس نے اپنا دوسرا ہاتھ گود سے اٹھا کر میز پر رکھا، اس کی اس ہتھیلی پر سیاہ چمکدار چھوٹا سا ریوالور تھا، مجھے اپنی چیخ پر اختیار نہ رہا..... ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے کئی لوگوں کی نظریں ہم پر جم گئی تھیں۔

(باقی آئندہ ماہ انشاءاللہ)

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY